

مولانا محمد الیاس گھمن

ماقبلہ اہل عترت سرگودھا
بناست

دسمبر 2014ء شمارہ 12 جلد نمبر 5

میرا کوئی نہیں
الله تیرے سوا !!

میرا جرم کیا ہے ؟؟

تلاش !!!

پھن کی دادی

اسلامی قیادت پر حملہ
اور ان کی روک تھام

متکلم اسلام
کا دورہ ملا کشا

تیسراں سالانہ

علماء اتحاد

7 دسمبر 2014ء تواریخ 9 تا سیپری 4 بج

مولانا محمد الرضا سعید حضرة مفتکم اسلام



امیر عالمی اتحاد اہل السنّت والجماعت

مکان: مرکزاں اہل السنّت الجماعت - 87 جنوبی گرگوہا

رابط: 03002961313، 03467357394

KHUSH
KHABRI

AHNAF MEDIA



Video
Clips



Audio
Clips



Masael o Dalael
our bahut kuch



دلیل شیر

"الإمام الحافظ أبو حمزة ثنا عاصم بن إبرهيم
 يقول سمعت الشعري روى يقول سمعت المرأة من
 ضارب (أي يقطع) أكوان رسول الله ﷺ ألا ألقاك"

Service hasil karne ka tareeka

India: 0092 - 320 - 411 - 7383

Pakistan: 0092 - 304 - 610 - 9956

Arab Countries: 0092 - 305 - 213 - 4811

Other Countries: 0092 - 306 - 844 - 5718

1- Ye number apne mobile contacts mein save karlein.

2- Name, country, city aur profession likh kar is number par
whatsapp  message karein.

مرکز اصلاح النساء سرگودھا کا ترجمان

بَاتِ الْهُسْنَةِ

مافتہ سرگودھا

شمارہ 12

دسمبر 2014ء

جلد نمبر 5

معاون مدیر

مولانا محمد حکیم اللہ
مگر ان شعبدرسائل و جرائد

مدیر

مولانا محمد البیان

ایجنبی ہولڈرز مہر لگائیں اور بہ پیدائیے والے اپنا نام لکھیں!

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35 ڈالر..... سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25 ڈالر..... سالانہ

ایران، پنگلہ دلیش 20 ڈالر..... سالانہ

سرکولیشن منیجر

0332-6311808



www.ahnafmedia.com

Contact Us

● آپ یہ شمارہ آن لائن پڑھ اور ڈاؤن لوڈ
بھی کر سکتے ہیں

قیمت فی شمارہ 20 روپے علاوہ ڈاک خرچ

سالانہ 300 روپے
زرع اون

www.ahnafmedia.com

mag@ahnafmedia.com

مشیح مرکز اہل سنت ولیٰ الحمّاعۃ سرگودھا

فہرست

اسلامی قیادت پر حملے اور ان کی روک تھام 5	اداریہ
مُتکلم اسلام کا دورہ ملائیخا 7	مولانا محمد کلیم اللہ خنی
میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا !! 12	محمد نواز باذوق
تلش!! 18	مفتی محمد معادیہ اسماعیل
پہن کی دادی 30	صائر علی
زمانہ جدید کی جاہلیت 32	اخت اور یس
بری صحبت سے پچھے !! 38	مولانا محمد احسان
میرا جرم کیا ہے ؟؟ 43	مولانا امانت اللہ
بے پردگی کی وجہ سے عذاب قبر 45	بنت عطاء البصیر
مطالعہ کی میز 47	مولانا محمد طارق نعمان گڑھی
علم و عمل کا چولی دامن 60	مولانا عبدالسلام گڑھی

درس قرآن

اللّٰہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

بِلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَالآخِرَةَ خَيْرٌ وَابْقَى٠

(پارہ 30۔ سورۃ الاعلیٰ آیت نمبر 16-17)

ترجمہ:

بلکہ تم دنیاوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ اور آخرت بہتر ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔

شرح:

اس آیت میں اللّٰہ تعالیٰ نے ہماری ایک بنیادی بیماری کی تشخیص فرمائی ہے کہ تمہارے اندر یہ بیماری پائی جاتی ہے اور وہ ایسی بیماری ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں ہمارے لیے تباہی اور ہلاکت لانے والی ہے وہ بیماری بتائی اور پھر اس بیماری کا علاج بھی بتایا۔ دو مختصر جملوں میں بیماری بھی بتادی اور علاج بھی۔ یہ بھی بتایا کہ تمہارے اندر کیا خرابی ہے اور یہ بھی بتایا کہ اس خرابی سے بچنے کا راستہ کیا ہے؟ فرمایا تمہاری بنیادی خرابی یہ ہے کہ تم ہر معاملے میں دنیوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو اس کی بھلانی، اسی کی فلاح اور خوشحالی ہر وقت تمہارے پیش نظر رہتی ہے۔ علاج یہ ہے کہ تم یہ سوچو کہ جس کی خاطر تم اتنی دوڑھوپ کر رہے ہو، جس کی خاطر حلال و حرام ایک کر کھایہ بہت جلد ختم ہو جائے گی اور مرنے کے بعد جو زندگی ہے وہ اس کے مقابلے میں نہ ختم ہونے والی ہے اور بہتر ہے۔ لہذا دنیا کی بجائے آخرت کی فکر کرو۔ دعا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ ہمیں اپنی کتاب اور اپنے کلام قرآن کریم کے مطابق عقیدہ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

درسِ حدیث

نماز کی اہمیت اور حفاظت کے بارے میں امام مالک رحمہ اللہ اپنی حدیث کی کتاب موطایم میں ایک روایت ذکر کرتے ہیں:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں جتنے فرمazonوا، صوبوں کے گورنرزا اور مختلف شہروں کے حاکم اور قاضی تھے ان کے نام ایک خط جاری فرمایا۔ چنانچہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان اہم امر کم عدی الصلاۃ فم حفظها و حافظ علیها حفظ دینہ و من ضیعها فهو لاما سواها اضیع۔

(موطا امام مالک، باب وقت الصلاۃ، رقم الحدیث 5)

ترجمہ:

میرے نزدیک تمہارے کاموں میں سے سب سے اہم کام نماز ہے جس شخص نے نماز کی حفاظت کی اور اس پر ہیئتگانی اختیار کی اس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس شخص نے نماز (جیسی اہم عبادت) کو ضائع کر دیا وہ اور چیزوں کو زیادہ ضائع کرے گا۔

شرح:

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم اس کی شرح میں بیان فرماتے ہیں: ضائع کرنے کے معنی یہ بھی ہیں کہ وہ نماز نہیں پڑھے گا اور یہ معنی بھی ہیں کہ نماز پڑھے گا لیکن غلط طریقے سے پڑھے گا اور ضائع کرنے کے یہ معنی بھی ہیں کہ نماز پڑھنے میں لاپرواہی سے کام لے گا۔ اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسلامی قیادت پر حملے اور ان کی روک تھام

کھجور.....اداریہ

اے اللہ! تو ہمارے ملک پاکستان کے نام کی لاج رکھ لے۔ اس کو اسلام دشمنوں سے پاک کر دے، مسلم کش طاقتوں سے پاک کر دے، اس کو باطل اور مغربی تہذیبوں کی یلغار سے پاک کر دے۔ اہل اسلام اور الہیان پاکستان کی عزت و ناموس کے لیبروں سے پاک کر دے۔ آئے روز میرے پاکستان میں ہنگامے، فسادات، قتل و غارت گری، بدآمنی، بے چینی اور بے سکونی مسلسل بڑھ رہی ہے۔ ملک کے شہریوں کو گاہر مولیٰ کی طرح کاثا جا رہا ہے، آئے دن یہاں لاشے گرائے جا رہے ہیں۔ دہشت گردی کے مسلسل واقعات نے یہاں بستے والوں کو ہر اسماں کر رکھا ہے۔ یہاں ایک عام شہری سے لے کر ملک کے پار لیمانی لیڈر تک کو تحفظ میسر نہیں۔

حالات کے بے رحم تسلسل نے دینی، سماجی اور سیاسی قیادتوں کو بھی اپنے زخمی میں لے رکھا ہے۔ باخوص وہ قیادت جو مغربی تہذیب کا راستہ رونکے کیلئے آئینی اور قانونی جدوجہد کر رہی ہیں اور آئین و پارلیمنٹ کے لفڑیں کی جنگ لڑ رہی ہیں۔ ملک پاکستان کی سب سے منظم اور مضبوط دینی و سیاسی جماعت ”جمعیت علماء اسلام“ کی مرکزی قیادت مولانا فضل الرحمن صاحب کو بعض لادین اور ملک دشمن عناصر اپنے راستے کی دیوار سمجھ کر ہٹانا چاہتے ہیں اور وقار قانون پر حملے کر رہے ہیں۔

چند دن پہلے مولانا فضل الرحمن صاحب پر اس وقت خود کش حملہ کیا گیا جب وہ کوئی میں میکانگی روڈ پر صادق شہید گراونڈ میں منعقدہ ہے یو آئی (ف) کے زیر اہتمام مفتی محمود کانفرنس میں جمعیت علمائے اسلام کی ریلی سے خطاب کرنے کے بعد

باہر نکل رہے تھے۔

جمعیت علماء اسلام وقت کی نزاکت کو بجا نپتے ہوئے اس جدوجہد میں مصروف عمل ہے کہ ملک کے پاریمانی نظام اور آئین کے خلاف جو منصوبہ بندیاں کی جا رہی ہیں، ان کا راستہ روکا جائے اور ملک کو دلخت ہونے سے بچایا جائے ورنہ وطن عزیز میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی اور ملک آمریت کی طرف دھکیل دیا جائے گا۔ اس سلسلے میں حکومت وقت کو بھی خوب سنجیدگی سے کام لینا چاہیے، سانچے کی تحقیقات میں مسلسل تاخر بہت سارے سوالات کو جنم دے رہی ہے۔ کہ کہیں پاکستان کی سالمیت اور بقا کو سبوتاڑ کرنے کی کوشش کو پروان تو نہیں چڑھایا جا رہا؟ کہیں بین الاقوامی تعلقات کمزور کرنے کی سازش کو تو کامیاب نہیں کیا جا رہا؟ کہیں اسلام پسند اور امن پسند قیادت کو ختم کر کے فرقہ واریت اور دہشت گردی کے فروع کے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کی تیاریاں تو نہیں کی جا رہیں؟

اس طرح کے کئی سوالات اٹھ رہے ہیں۔ سنی طبقہ فکر میں بے چینی اور بے سکونی کی لہر دوڑ رہی ہے۔ ہماری حکومت پاکستان بالخصوص وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف صاحب سے اپیل ہے کہ اس ملک کے ہر شہری کی حفاظت آپ کی ذمہ داریوں میں اؤلئین ذمہ داری ہے۔ لہذا اپنی ذمہ داری سمجھ کر پاکستان کے بدخواہوں کو کیف کردار تک پہنچانے کے لیے آئین کو حرکت میں لا کر دہشت گردوں کو قانون کے کٹھرے میں لاکیں اور صادق شہید گراونڈ میں بے گناہ شہید ہونے والے نوجوانوں کے قاتلوں کو قرار واقعی سزا دلوائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی اور ہمارے پیارے وطن پاکستان کی حفاظت فرمائے اندر ونی ویر ونی سازشوں سے، بدخواہوں کی بدخواہی سے اسے محفوظ رکھے۔ آمین یارب العالمین

محمد ریاض سعید

متکلم اسلام کا دورہ ملائشیا

کھجور.....مولانا محمد کلیم اللہ حنفی

چند دن پہلے متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ امیر عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ مسلک کی اشاعت و تحفظ کے حوالے سے ملائشیا، سنگاپور اور دبئی، ابوظہبی تشریف لے گئے۔ اپنے اس مسلکی دورے میں چند دن ملائشیا بھی قیام کیا، راقم الحروف نے حضرت الاستاذ سے ملائشیا سفر نامے کی کچھ ترتیب پوچھی اور کچھ وہاں کے مقامی حضرات نے ہمیں کارگزاری پہنچائی، جس آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

ملائشیا قبے کے لحاظ سے 67 وال بڑا ملک ہے۔ مغرب میں اس کی زمین سرحد تھائی لینڈ کے ساتھ ملتی ہے جبکہ انڈونیشیا اور برونائی دارالسلام اس کے مشرق میں واقع ہیں، جنوب میں بر استہ پل سنگاپور سے مسلک ہے۔ ویتنام کے ساتھ اس کی سمندری حدود ہیں۔ ملائشیا کے وجود ا حصے ہیں جن کے درمیان جنوبی چین سمندر ہے۔

ملائشیا ایک کثیر نسلی، کثیر ثقافتی سماج ہے۔ سب سے پہلے اس علاقے میں رہنے والی قبائل کے لوگ تھے جو کہ اب بھی موجود ہیں۔ چینی اور بھارتی ثقافتی اثرات یہاں واضح نظر آتے ہیں، دیگر ثقافتی اثرات میں فارسی، عربی، اور برطانوی ثقافتیں شامل ہیں۔

1971 میں حکومت نے ایک "قومی ثقافتی پالیسی" بنائی جس کے مطابق ملائشیا کی ثقافت کی بنیاد مقامی ہو جس میں اسلامی ثقافت کی جگہ نظر آتی ہو۔ ملائشیا کا آئین مذہب کی آزادی کی ضمانت دیتا ہے جبکہ اسلام سرکاری مذہب ہے۔

1981ء میں ملائشیا کا شمار تیسرا کے پسمندہ ترین ممالک میں ہوا کرتا تھا۔ وہاں کے لوگ خط غربت کے نیچے زندگی گزار رہے تھے۔ پھر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اسی سال ملائشیا کو مہاتیر محمد جیسا مختنی لیڈر اور حکمران مل گیا۔ جن کی انتہک جدوجہد کی بدولت صرف دو دہائیوں کے بعد ملائشیا کا شمار پہلی دنیا میں ہونے لگا۔ اب وہ ایک ایسا ملک بن گیا ہے جو معیشت، سرمایہ کاری اور صنعت و حرفت میں یورپ اور امریکہ کا مقابلہ کرنے لگا ہے۔

مذہبی حوالے سے بھی ملائشیا میں اسلام پسند لوگوں کی کثرت ہے۔ بڑے بڑے تبلیغی مرکز، مدارس دینیہ، مساجد و مکاتب ملائشیا مسلمانوں کی اسلام سے محبت کامنہ بولتا ثبوت ہیں۔ یہاں کے اکثر مسلمان امام محمد بن اوریں شافعی رحمہ اللہ کے پیروکار اور ان کی فقہہ پر عمل پیرا ہیں۔

چونکہ وہ ہمارے مقلد بھائی ہیں اس لیے ان سے ملاقات کی غرض سے حضرت الاستاذ متكلم اسلام مولانا محمد الیاس گھسن حفظہ اللہ ملائشیا، سنگاپور تشریف لے گئے اور وہاں مختلف دینی مدارس و مکاتب، جامعات، تبلیغی مرکز، مساجد، پبلک مقامات اور بعض عصری تعلیمی اداروں میں مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد و مسائل اور نظریات کی اشاعت و تحفظ کے حوالے سے حضرت الاستاذ کی سرپرستی میں تحقیق المسائل کو رسکا انعقاد ہوا، آپ نے متعدد عنوانات پر علماء، طلباء اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کو اس باقی پڑھائے، بیانات کیے، مجالس ذکر کا اہتمام کیا، خلق خدا کو چاروں سلاسل میں بیعت فرمایا اور وہاں کے جید علماء کرام سے مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کی اشاعت و تحفظ کے حوالے سے تفصیلی مشاورت کی۔

حضرت الاستاذ کے مسلکی دورے کی چند جملیاں آپ کے ذوق کی نذر کرنے لگے ہیں۔

مکالمہ اسلام مولانا محمد الیاس گھسن حنفی اللہ سنگاپور سے بذریعہ بس شام تقریباً 5:30 پر ملائشیا تشریف آوری ہوئی جہاں پر درج ذیل علماء کرام نے آپ کا خیر مقدم کیا۔

• مولانا محمد یوسف قاسمی (فضل دیوبند انڈیا)

• مولانا محمد بلاں (فضل جامعہ فریدیہ اسلام آباد، پاکستان)

• مولانا محمد شہزاد (فضل جامعہ اشرفیہ لاہور، پاکستان)

بعد ازاں آپ کو مدرسہ الفریدیہ سری رمپائی کوالا لمبور لے کر گئے، جہاں آپ نے نماز مغرب بجماعت ادا فرمائی۔

نوث: حضرت الاستاذ کی میزبانی کا شرف مدرسہ الفریدیہ کے منتظمین، محترم محمد شہزاد اور محترم بھائی عبدالحمید کے دولت کدہ کو حاصل ہوا۔

27/10/2014: نماز فجر مدرسہ الفریدیہ ہی میں ادا فرمائی اور نماز کے متصل بعد مجلس ذکر ہوئی جس میں مدرسہ کے صدر مہتمم اور استاذہ اور طلباء اور نمازی حضرات نے بھرپور شرکت فرمائی۔

28/10/2014: نماز ظہر کی نماز بعد علماء کرام کی مشاورت سے تحقیق المسائل کو سزا اور بیانات وغیرہ کا شیڈول ترتیب دیا گیا۔

28/10/2014: نماز عشاء کے بعد مسجد پاکستان (ملائیشیا پاکستانی کمیونٹی کے انڈر) میں بیان فرمایا۔ ملائیشیا زبان میں ترجمہ کا بھی اہتمام کیا گیا۔

29/10/2014: بعد ازاں نماز فجر مجلس ذکر اور درس قرآن ہوا، بعد ازاں جزیرہ پلاو پینانگ میں علماء کرام سے مسلکی کام کے فروع دینے کے بارے تفصیلی مشاورت ہوئی۔ بعد میں مدرسہ مفتاح العرفان کے علماء اور طلباء سے بیان فرمایا اور

تحقیق المسائل کے عنوان سے تربیتی و رکشائپ میں مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کی حقانیت، شوافع اور منکرین فقة (غیر مقلدین) میں بنیادی فرق بیان کیا۔ بیان کے بعد ملائیشیا کی عظیم سیاسی و سماجی شخصیت رئیس دا تو جواہر علی کی دعوت پر ان کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ دا تو جواہر علی کے ہمراہ ان دوست جناب خلیل احمد سے بھی وہیں ملاقات ہوئی۔ رات کا قیام مدرسہ مقلح العرفان میں تھا جہاں مدرسہ کے اساتذہ کے ساتھ ایک مجلس علمی کا اہتمام کیا گیا۔

30/10/2014: صحیح درجہ سادسہ اور موقوف علیہ کے طلباء کو حضرت الاستاذ نے تقليید اور منکرین تقليید، غیر مقلدیت اور شوافع کے درمیان فرق اور مسئلہ استواء علی العرش کے موضوع سبق پڑھایا اور مخالفین کے اعتراضات اور ان کے مدلل جوابات سمجھائے۔

30/10/2014: جزیرہ کے ایک مشہور مدرسہ دار الفرقان میں علماء سے مشاورت کی اور مقامی علماء کرام کو مسلکی کام کی ترتیب سمجھائی۔

30/10/2014: ظہر کی نماز کے صوبہ الوسٹار کے شہر جندا کے ایک مشہور مدرسہ میں بیان کے لیے تشریف لے گئے۔

30/10/2014: صوبہ الوسٹار کے دوسرے شہر کوالا کنتیل کے مدرسہ تحفیظ انعام میں طلباء سے بیان فرمایا بعد ازاں مدرسہ کے صدر محترم جناب حاجی طالب صاحب (ر) جزل اسپکٹر مکملہ پولیس سے تفصیلی ملاقات کی۔

30/10/2014: حضرت مولانا محمد طاہر (حضرت الاستاذ کے شاگرد ہیں) اور ملائیشیاء کے اکثر سفر میں حضرت کے خادم بھی رہے ہیں) کے گھر پر رات کا قیام کیا اور فجر کی نماز کے بعد ان کے مدرسہ مظاہر العلوم میں درس قرآن ارشاد فرمایا۔

31/10/2014: مرکز سمری پتاکنک ملائیشیا تبلیغی مرکز میں حضرت الاستاذ سے علماء کے ایک بڑے وفد سے ملاقات کی اور تقیید کی شرعی حیثیت، فقه شافعی اور غیر مقلدیت میں فرق اور اجتہاد کی حقیقت اور اہمیت پر تفصیلی بیان فرمایا اس موقع پر مولانا عبد الحمید، مولانا محمد منصور، مولانا رازیف، مولانا محمد اسماعیل، مولانا امیر حمزہ، دیگر اساتذہ نے شرکت کی۔ بعد میں ملائیشیا کے وزیر برائے مذہبی امور کے نائب ڈائریکٹر محمد شعاراتی کے ساتھ ان کے آفس میں میئنگ ہوئی۔

31/10/2014: مسجد پاکستان میں جمعۃ المبارک کا خطبه ارشاد فرماتے ہوئے شانِ مصطفیٰ، شانِ صحابہ و اہل بیت پر روشی ڈالی۔

31/10/2014: مولانا امجد عباس (فضل جامعۃ الحسین فیصل آباد، پاکستان) کے مدرسے میں علماء، اساتذہ اور طلباء میں بیان فرمایا۔

31/10/2014: سٹی ون پلازہ میں اردوخواں حضرات علماء وارکین سے خصوصی مشاورتی اجلاس ہوا جس میں مولانا محمد صاحب بگالی، مولانا محمد جمال، مفتی رحیم احمد محترم جناب شریز صاحب، جناب محمد شاہد اور جناب عبدالکریم و دیگر حضرات نے شرکت کی۔

1/11/2014: یونیورسٹی ملایہ کوالا الیپور ملائیشیا کے ماسٹر ڈگری اور P,H,D کے شوڈنگس سے میں بیان فرمایا۔ شام کو مدرسہ الفریدیہ میں افطار پارٹی میں شرکت فرمائی اور بعد نماز مغرب محبت اللہی کے تقاضے کے موضوع پر بیان ہوا اور مجلس ذکر بھی ہوئی بعد میں لوگ کافی تعداد میں آپ کے ہاتھ پر بیعت بھی ہوئے۔

2/11/2014: بعد نماز عشاء علاقے کے معززین سیاسی و سماجی رہنماء اور علماء آپ کو ایک پورٹ الوداع کرنے آئے۔

میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا !!

کھجور..... محمد نواز باذوق، بالا کوٹ

ایک بزرگ اپنے متعلقین سے فرماتے تھے: ”جفا کیا کرو! جفا کہتے ہیں
بے وفائی کو۔ ایک صاحب نے پوچھا: حضور! بے وفائی سے کیا مراد ہے؟ فرمائے گے
بے وفائی تین طرح کی ہوتی ہے۔

(1) اللہ تعالیٰ سے بے وفائی

(2) خلوق خدا سے بے وفائی

(3) اپنے آپ سے بے وفائی

پھر وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا، وہی رزق اور باقی نعمتیں دیتا ہے اگر اس کا کھا
کر کسی دوسرے کو اس کا شریک ٹھہرائیں گے تو یہ اللہ تعالیٰ سے بے وفائی ہو گی۔
لوگوں کو تکلیف پہچانا، خلوق کے ساتھ بے وفائی ہے، احکم الخاکین کے
حکموں کو توڑنا، گناہ کرنا اپنے آپ کے ساتھ بے وفائی ہے اس لیے کہ اس طرح سے
انسان اپنے آپ کو جہنم میں لے جانے کے قابل بنادیتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ انسان گناہ سے بچے تو ان تین طرح کی بے وفائیوں سے بچ
جاتا ہے۔ اب گناہ کیا ہیں؟ یہ الگ اور بہت وسیع عنوان ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق
العباد میں حق تلفی کرنا کلہم گناہ ہے۔ کلہم کہنے کا مقصد یہ ہے کہ گناہ چھوٹا ہو یا بڑا، گناہ
ہی ہوتا ہے۔

جی ہاں! مو من گناہ کو اس طرح سمجھتا ہے جیسے کوئی بچھو ہوتا ہے آپ دیکھتے

ہیں بچھو چھوٹا ہو یا بڑا ہر کوئی اس کو دیکھ کر ڈر جاتا ہے آپ نے کسی ایسے آدمی کو نہیں دیکھا ہو گا جو اپنے ہاتھ میں بچھو پکڑنے کی کوشش کر رہا ہو کیونکہ اس میں زہر ہوتا ہے اسی طرح گناہ چھوٹا ہو یا بڑا ہر حال اس میں خدا کی نافرمانی ہوتی ہے۔

ہمارے اسلاف کے نزدیک گناہ آگ کے انگارے کی مانند ہے۔ انگارہ چھوٹا ہو یا بڑا ہاتھ لگانے سے ہاتھ کو جلا دیتا ہے بلکہ اگر چھوٹے انگارے سے غفلت بر تی جائے تو باسا وقت بھڑک اٹھتا ہے اور آگ لگا دیتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما گناہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کل ما نہی عنہ فهو کبیر ہر وہ کام جس سے شریعت نے بچنے کا حکم دیا ہے وہ ”کبیرہ گناہ“ ہے۔ بلکہ شیطان انسان کی نگاہ میں گناہ کو ہلکا چھلکا کر کے پیش کرتا ہے یہ اس کا ایک بڑا وار ہے اور گناہ کے بارے میں دل میں یہ خیال ڈالتا ہے کہ یہ گناہ تو اکثر کرتے رہتے ہیں یہ تو ہو ہی جاتا ہے اس سے بچنا تو بہت مشکل ہے وہ انسان کی نگاہوں میں گناہوں کو اس لیے چھوٹا کر کے پیش کرتا ہے کہ انسان گناہ کرتا ہی رہے۔

اس لیے فاسق گناہ کو ایسے سمجھتا ہے جیسے کوئی مکھی بیٹھی تھی اس کو اڑا دیا جب کہ مومن گناہ کو ایسا سمجھتا ہے جیسے سر کے اوپر کوئی پہاڑ رکھ دیا، اور شیطان مومن کو گراہ کرنے کے لیے کئی مرتبہ گناہ کو مزین کر کے پیش کرتا ہے۔

اب یہاں ہر انسان بڑی آزمائش میں ہوتا ہے ایسے حالات میں بندے کے لیے ضروری ہے کہ حکم خدا کو حکم خدا سمجھے اور اپنے دل میں عظمت الٰہی اتنی بھائے کہ حکم خدا کے خلاف اس کے ذہن میں خیال بھی پیدا نہ ہو۔

جب انسان گناہ صغیرہ پر اصرار کرتا رہتا ہے پھر وہ آہستہ آہستہ کبیرہ بن جاتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں ایک قول بہت مشہور تھا اکثر صحابہ گفتگو کے

دوران ایک دوسرے کو سنا کرتے تھے لا صغیرۃ مع الاصرار ولا کبیرۃ مع الاستغفار اصرار سے کوئی گناہ صغیرہ نہیں رہتا اور استغفار سے کوئی گناہ کبیرہ نہیں رہتا۔ گناہ ہی ہوتا ہے چھوٹا ہوت بھی، بڑا ہوت بھی۔ ہمارے بالا کوٹ کی زبان میں ایک مثال مشہور ہے ”چوری لکھ دی ہو وے یا لکھ دی ہو وے چوری ہی ہوندی اے“ یعنی چوری ایک روپے کی ہو یا ایک لکھ کی، چوری ہی ہوتی ہے۔ گناہ بڑا ہوتا ہے بلکہ چھوٹا بھی اللہ کے ہاں بڑا ہی شمار ہوتا ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَتَحْسِبُونَهُ هُنَّا وَهُوَ عِنْدَ اللّٰہِ عَظِيمٌ تُمَّ گناہ کو چھوٹا سمجھتے ہو حالانکہ اللہ کے ہاں وہ بہت بڑی بات ہے۔

گناہ بہت بڑا ہوتا ہے مگر چار چیزیں گناہ سے بھی بڑی ہوتی ہیں:

(1): گناہ کو ہلاکا سمجھنا، اگر کوئی بندہ گناہ کا مر ٹکب ہو جائے اسے چاہیے کہ وہ گناہ کو گناہ تو سمجھے۔ گناہ کو ہلاکا سمجھنا یہ گناہ سے بھی زیادہ بڑا جرم ہے۔

(2): گناہ کر کے خوش ہونا، ہمارے معاشرے میں یہ صفت بہت زیادہ پائی جاتی ہے۔ مثلاً عورتیں کہتی ہیں: دیکھا میں نے اسے جلانے کے لیے بات کی تھی۔ اب اس جملے سے اس کا مقصد دوسرے کا دل دکھانا ہے اور یہ ایذائے مسلم ہے جو کہ گناہ ہے اور یہ گناہ پر خوش ہونے والی بات ہے اس طرح کے بے شمار گناہ عورتوں کی فطرت میں ہوتے ہیں، مثلاً: غیبت، شکوہ، شکایت، حسد، کینہ، طعنہ زنی اور تنقید وغیرہ۔

جیتہ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامتی میں ہوں، مسلمان وہ ہے جو نہ کسی کو زبان سے تکلیف دے اور نہ ہی ہاتھ سے۔

(3): گناہ پر اصرار کرنا، یعنی ایک گناہ کو بار بار کرنا بہت محض گناہ کرنے سے بڑا جرم ہے۔

(4): گناہ پر فخر کرنا، گناہ پر اترانا اور فخر کرنا بھی محض گناہ سے زیادہ بڑا جرم ہے۔ آج گناہ کو گناہ ہی سمجھنے کی وجہ سے معاشرے میں یاپوری دنیا میں زوال کے بادل منڈلار ہے ہیں ہر طرف خرابی ہی خرابی ہے۔ فقیہ ابو لیث شر قندی رحمہ اللہ اپنی کتاب ”تینیہہ الغافلین“ میں فرماتے ہیں: گناہ کرنے سے دس خرابیاں پیدا ہوتی ہیں:

(1): اس شخص سے اللہ تعالیٰ نار ارض ہوتے ہیں۔

(2): وہ شیطان کو خوش کرتا ہے۔

(3): وہ جہنم کے قریب ہو جاتا ہے۔

(4): وہ جنت سے دور ہو جاتا ہے۔

(5): وہ اپنے نفس کے ساتھ بے وفائی کرتا ہے گویا اس نے اس کو آگ میں پڑنے کے قابل بنادیا۔

(6): وہ اپنے نفس کو ناپاک کرتا ہے ہر گناہ باطن نجاست کی مانند جس طرح ظاہر نجاست پانی سے دھلتی ہے اسی طرح گناہ کی نجاست توبہ سے دھلتی ہے۔

(7): وہ اپنی مگر اپنی پر معور فرشتوں کو تکلیف پہنچاتا ہے۔

(8): نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر مبارک میں غمگین کرتا ہے، ہمارا عقیدہ ہے کہ ہمارے اعمال اجمالی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیے جاتے ہیں۔

(9): وہ باقی مخلوق کے ساتھ خیانت کرتا ہے اس لیے کہ گناہ کے صدور سے اترنے والی برکتیں بسا اوقات رک جاتی ہیں، مثلاً بارش وغیرہ رک جاتی ہے باقی مخلوق بھی اس سے متاثر ہوتی ہے۔

(10): انسان جہاں گناہ کرتا ہے زمین کے اس ٹکڑے کو اپنے خلاف گواہ بنالیتا ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یومئذ تحدث اخبارہا بان ربک او حی لہا اس دن کہہ دے گی (زمین) اپنی باتیں اس لیے کہ تیرے رب نے حکم بھیجا ہے اس کو۔ اس دن انسان کی زبان بند ہو جائے گی زمین کا وہ حصہ جہاں گناہ کیا ہو گا وہ بھی اس کے خلاف گواہی دے گا گناہ میں شمار جسم کے کے ہر ہر اعضاء بولیں گے اور انسان جہنم میں جانے کا حقدار بن جائے گا۔ گویا کہ اس نفس کی بے وفائی کی وجہ سے انسان آگ میں جلے گا۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان خوشی میں خدا کو بھول جاتا ہے دنیا میں مگن ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ سے بے وفائی کر جاتا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکڑ آتی ہے تو منہ کھل کر آسمان کی طرف اٹھ جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے استغفار کرتا ہے اپنے کیے پر ندامت ہوتی ہے مگر اللہ رب العزت علیم بذات الصدور ہیں دلوں کے بھیہد جانتے ہیں اگر یہ توبہ یا استغفار اخلاص پر مبنی ہے اس کے ساتھ رحمت والا معاملہ فرماتے ہیں اگر اس توبہ کے اندر اخلاص نہیں یا استغفار کے اندر ندامت نہیں تو پھر یہ توبہ اور ندامت کسی کام کی نہیں۔ استغفار ندامت کے بغیر بے فائدہ ہے بلکہ کئی کام ایسے ہیں جو بے فائدہ ہیں:

(1): انسان یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کا میرے دل میں بہت خوف ہے مگر وہ گناہوں کو نہ چھوڑے یہ خوف بے فائدہ ہے۔

(2): انسان یہ سمجھے مجھے اللہ تعالیٰ سے بہت امیدیں ہیں مگر وہ عمل کرنے کی کوشش نہ کرے یہ امید بے فائدہ ہے۔

(3): آدمی اللہ تعالیٰ سے دعا تو مانگ لے گر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ پر حسن فتنہ ہو

یہ دعا بے فائدہ ہے۔

(4): اصلاح باطن کے بغیر ظاہر بے فائدہ ہے۔

(5): اخلاص کے بغیر عمل بے فائدہ ہے۔

ہے عمل لازم تکمیل تمنا کے لیے

ورنہ رنگین خیالات سے کیا ہوتا ہے

بے عمل دل ہو تو جذبات سے کیا ہوتا ہے

دھرتی بختر ہو تو برسات سے کیا ہوتا ہے

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ تم گناہ سے توبہ کرنے کے بعد گناہ سے اتنی ہی نفرت کرنے لگو کہ جس قدر تم کو اس سے پہلے اس گناہ کے کرنے کی رغبت تھی۔

تفسیر مظہری میں ہے: توبۃ النصوح چار چیزوں کا مجموعہ ہے:

❖ زبان سے استغفار

❖ اسباب گناہ کو چھوڑنا یعنی فاسق فاجر لوگوں سے ہمیشہ کے لیے علیحدہ ہو جانا۔

❖ اپنے دل کو حسد کینہ وغیرہ سے خالی کرے، کیونکہ سینے میں کینہ اور حسد بھرا ہوا ہو یا انتقام نفرت دشمنی بھری ہوتی ہو تو اس توبہ کا کوئی فائدہ نہیں۔

❖ موت کی تیاری میں لگ جائے۔

جس بندے نے یہ کام کر لیے وہ سمجھ لے کہ اللہ نے مجھے توبۃ النصوح کی توفیق عطا فرمادی وہ مجھ سے راضی ہو گیا۔

میں تیرے سامنے جھک رہا ہوں اے خدا

میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا

ملاش !!!

مفتی محمد معاویہ اسماعیل
کھٹک.....

اس بوڑھے کو روزانہ اس چورا ہے پر بیٹھا آنسو بہاتا دیکھ کر میر ادل ہل جاتا وہ شکل سے کوئی پیشہ ور بھکاری نہ لگتا تھا وہ نہ تو کسی کے آگے ہاتھ پھیلا تھا اور نہ ہی آواز لگاتا تھا اس کو اگر کوئی کچھ دے جاتا تو وہ لے لیتا تو وہ خاموشی سے بیٹھا آنسو رہتا ہے کئی مرتبہ دل میں خیال آتا کہ کسی وقت اس کے پاس بیٹھ کر اس کے رونے کی وجہ تو پوچھوں مگر زندگی کی مصروفیت کا رونا ہمیشہ سامنے رہتا اور یہ رونا توہر ایک کو لگا ہوا کہ وقت کم ہے۔

ایک دن تو میں گھر سے نکلتے ہوئے یہ فیصلہ کر کے نکلا کہ آج اس بوڑھے سے ملاقات ضرور کرنی ہے پھر جیسے ہی میں اس چوک میں داخل ہو تو دیکھا کہ وہ بوڑھا حسب عادت وہیں بیٹھا ہوا میں نے اس کے قریب اپنی بائیک کو بریک کلائی اور بائیک سے نیچے اترنے لگا تو اس نے مجھے چونک کر دیکھا گویا اس کو حیرت ہو رہی تھی کہ کوئی اس کے پاس ٹھہر کیسے گیا؟ بہر حال میں اس کے قریب گیا اور اس کو سلام کرتے ہوئے اس کے قریب ہی بیٹھ گیا وہ ابھی تک حرمت سے مجھے تک رہا تھا بابا جی میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں میں نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا پہلے تو وہ بوڑھا مجھے غور سے دیکھتا ہا پھر اس کے ساکت لب پھر پھرائے بولو کیا پوچھنا ہے؟ اور ہاں میرے پاس بتانے کیلئے ہے ہی کیا وہ زیر لب بڑیڑا یا بابا جی ایک تو آپ دوسرے بھکاریوں کی طرح مانگتے نہیں ہیں بلکہ ایک ہی جگہ بیٹھے بس آنسو ہی بہاتے رہتے ہیں جبکہ دوسرے بھکاری تو جگہ جگہ پھرتے ہیں اور بعض تو گوند کی طرح چپک جاتے ہیں جب تک کچھ

لے نہ لیں جان ہی نہیں چھوڑتے حتیٰ کہ بعض تو دھمکیوں پر آجاتے ہیں مگر ایک آپ ہیں کہ روزانہ اسی جگہ پر بیٹھے رہتے ہیں نہ تو کسی سے کچھ مانگتے ہیں اور نہ ہی جگہ بدلتے ہیں اور دوسری بات جو میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ ہر وقت یہ آنسو کیوں بہاتے رہتے ہیں؟ آپ کا اس طرح رونا مجھ سے برداشت نہ ہو سکتا تو میں مجبور ہو کر آپ کے پاس آج اس کی وجہ پوچھنے آگیا۔

میری بات سن کر پہلے تو اس بوڑھے نے سر جھکالایا پھر ایک سرد آہ بھر کر سر کو اوپر اٹھایا تو اس کی آنکھوں سے دو آنسو ٹپک کر اس کی ڈاڑھی میں غائب ہو گئے بیٹھا نہ پوچھو تو بہتر ہے میرے غم پھر سے تازہ ہو جائیں گے بابا جی آپ بتائیں تو ہو سکتا ہے ہو سکتا ہے میں آپ کو کوئی مفید مشورہ دے سکوں میرے کہنے پر بابا جی نے اپنی کہانی شروع کی، جو انہی کی زبانی ملاحظہ کریں۔

میرا نام فیصل ہے میرے ماں باپ کو مجھے ڈاکٹر بنانے کا شوق تھا ڈاکٹری میرا بھی شوق تھی اسلئے میں نے ماں باپ کے خواب کو سچا کرنے کیلئے سر توڑ مخت کی اور ہر امتحان میں پوزیشن ہولڈر ہوتا تمام منزلیں آسانی سے طے کر لیں میڈیکل کا انٹری ٹیسٹ میں بغیر کسی پریشانی کے اعلیٰ نمبروں سے پاس کر لیا اور کم عمری میں ہی میڈیکل کورس مکمل کر کے ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کر لی اس کے بعد سینا لائزنس کی اس وقت میں اپنے ایک قابل سرجن بن چکا تھا میں نے اپنا ایک پرائیویٹ ہسپتال بنایا۔

کیا واقعی آپ ڈاکٹر اور سرجن ہیں؟ آخر کار مجھے بابا جی کی بات کو کاثنا پڑا

میری حریت کی انتہا نہ رہی کہ یہ بابا جی ڈاکٹر ہیں اور ان کی یہ حالت۔

ہاں بیٹھا! میں سچ کہہ رہا ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ تم میری باتوں کا یقین نہ کرو گے کچھ عرصہ پہلے بھی ایک آدمی میرے پاس آیا تھا میری کہانی سننے کیلئے جب

اس کو میں نے یہاں تک بتایا تو وہ مجھے برا بھلا کہتا ہوا چلا گیا کہ بابا جی تم تو بھکاری ہوا تھی بڑی بڑی باتیں کیوں کر رہے ہو کہ تم ایک سر جن ہو ہمدردی جتنے کیلئے وہ باتیں بتایا کرو جس پر کوئی یقین بھی کرے اس عمر میں بھی جھوٹ بولتے ہو شرم نہیں آتی تھے تم پر تمہارے پاس بیٹھنا بھی میں لگناہ سمجھتا ہوں یہ کہہ کروہ نوجوان چلا گیا اور آج تم آئے ہو میں نے تمہارے کہنے پر تمہیں اپنی کہانی سنانی شروع کی ہے اب تم بھی اسی طرح چلے جاؤ گے مجھے پتہ ہے تم بھی دل ہی میں مجھے جھوٹا سمجھ رہے ہو گے۔

نہیں بابا جی نہیں ایسی کوئی بات نہیں آپ مجھے پوری بات بتائیں میں توجہ سے سنوں گا میں اس نوجوان کی طرح نہیں جاؤں گا بلکہ اب تو میرے تجسس میں اضافہ ہو رہا ہے کہ آپ اتنے بڑے سر جن تھے تو یہ حالت کیسے ہو گئی آپ کی ٹھیک ہے بیٹھا تو پھر سنوا گر تم بھی آج اس نوجوان کی طرح چلے جاتے تو میں نے دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ میں اس کے بعد کسی کو اپنی کہانی نہیں سناؤں گا چاہے کوئی بھی مجھے کہے۔

بہر حال بیٹا! جیسے ہی میں نے ڈگری لی مجھے ایک اچھے سرکاری ہسپتال میں جا ب مل گئی ساتھ میں میں نے شہر میں اپنا ایک بہترین پرائیویٹ ہسپتال بھی بنا لیا پیسے کی ریل پیل ہو گئی پیسے تو میرے پاس میرے والدین کی وجہ سے پہلے ہی بہت تھا مگر پھر اور زیادہ ہو گیا عزت بھی کافی بڑھ گئی ہر ایک مجھے قدر و محبت کی نگاہ سے دیکھنے لگا عورتیں اپنے بچوں کی میری مثال دے کر محنت کرنے پر اکساتیں اور جب یہ میں سنتا تو میر اسینہ فخر سے پھولانہ سما تامیرے والدین کا خواب بھی پورا ہو چکا تھا ان کا سر بھی فخر سے بلند ہو گیا۔

ہمارا گھر چونکہ دیہات میں تھا بھی تک میں بھی اپنے والدین کے ساتھ

دیہات میں ہی رہ رہا تھا میرے والد صاحب ایک زمیندار شخص تھے ہماری کئی مرتعہ زمین تھی اگرچہ ہمارا ایک گھر شہر میں بھی تھا پہلے تو وہ کرایہ پر دیا ہوا تھا مگر پھر ہم نے اس کو خالی کروالا شہر میں مکان ہونے کے باوجود میں روزانہ شہر جاتا سرکاری ہسپتال سے فارغ ہو کر اپنے کلینک پر جاتا وہاں کچھ دیر بیٹھ کر دیہات والے گھر واپس آ جاتا جو محنتیں مجھے اس دیہات میں ملتی تھیں میرے اخیال تھا کہ وہ مجھے شہر میں حاصل نہ ہو گئی کچھ اس لئے بھی میں شہر میں رہنا پسند نہ کیا جلد ہی میں آنے جانے کیلئے ایک بہترین گاڑی خرید لی تو آنے جانے میں اور زیادہ آسانی ہو گئی۔

وقت اچھا کٹ رہا تھا کہ میرے والدین کو میرے سر پر سہر اسجانے کی خواہش ہوئی تو میں نے بھی سر تسلیم خم کر دیا اور ایک مہینے کے اندر اندر میری چچازاد میری بیوی کے روپ میں میرے سامنے تھی وہ زیادہ پڑھی لکھی تو نہ تھی مگر سمجھ دار بہت تھی میرے دن رات مزید سہانے ہو گئے۔

شادی کو ایک ہفتہ ہو چکا تھا کہ ایک دن میں شام کو گھر واپس آیا تو میرے والد صاحب نے مجھے بلا یا اور کہا میٹا میں چاہتا ہوں کہ اب تم شہر والے مکان میں شفت ہو جاؤ اپنی بیوی کو بھی ساتھ لے جاؤ روزانہ آٹھ دس کلو میٹر سفر کی مشقت سے بھی نفع جاؤ گے اور بیوی بچے بھی چلو تمہارے ہی پاس رہیں گے کسی بھی تم ہسپتال سے گھر چکر لگا سکو گے یہاں تو تم شام کو ہی آتے ہو والد صاحب کے کہنے پر پہلے تو میں نے کہا سفر کا کوئی مسئلہ نہیں گاڑی پر آنا جانا ہے اور جب روزانہ ہی آ جاتا ہوں تو یہ کوئی دوری بھی نہیں ہے مگر والد صاحب کے اصرار پر میں شہر جانے کیلئے تیار ہو گیا۔

اگلے دن میں نے ہسپتال سے چند نوں کی چھٹی لی اور اپنے شہر والے مکان میں جا کر اس کی مناسب سینگ کروانے لگا ضرورت کی چیزیں منگوا کیں اور تیسرے دن

ہی میں اپنے بیوی کو لیکر شہروالے مکان میں شفت ہو گیا زندگی ایک دم سہانی ہو گئی وقت اچھا کٹنے لگا میں صح سے دوپہر تک ڈبوٹی پر رہتا پھر دوپہر کو گھر آ کر کھانا کھاتا اور پھر اپنے کلینک پر چلا جاتا۔

ایک دن میں ڈبوٹی کیلئے گھر سے نکلا تو دیکھا کہ ہمارے گیٹ کی سیڑھیوں میں سے سب سے اوپر والی سیڑھی پر ایک لا غر بیمار سا کتنا بیٹھا ہوا ہے میں نے پہلے اس کو بھگانے کا ارادہ کیا پھر یہ سوچ کر کہ یہ خود بخود چلا جائے گا میں نے اس کو نظر انداز کر دیا اور چلا گیا ووپہر کو جب واپس آیا تو وہ واقعتاً نہیں تھا لیکن اگلے دن ڈبوٹی پر جاتے ہوئے جیسے ہی میں نے گھر سے باہر قدم رکھا اس کو پھر سیڑھی پر بیٹھے ہوئے پایا پھر تو اس کارروزانہ کا معمول بن گیا کہ وہ صح کے وقت وہاں موجود ہوتا تھا اس کے اس معمول سے میں تنگ آگیا۔

اس بات کا ذکر ایک دن میں نے اپنی بیوی سے کیا تو وہ کہنے لگی کہ جی اگلے دن مجھے یکدم کوئی چیز لینے کی ضرورت پڑی تو میں نے جلدی سے بر قع کیا اور باہر آئی کہ وہ چیز مار کیٹ سے خرید آؤں مگر جیسے ہی میں گیٹ سے باہر قدم رکھا گیٹ پر اس کتنے کو بیٹھا پایا تو مجھے اس کی حالت دیکھ کر اس پر بڑا ترس آیا میں نے بازار جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور گھر سے گوشت لے آئی اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکٹکے کر کے اس کے آگے ڈال دیے اس نے ان کو ایسے کھانا شروع کر دیا گویا وہ صدیوں کا بھوکا تھا کھا کر اس نے تشكیر بھری نظروں سے مجھے دیکھا تو میرا دل خوشی سے بھر گیا کہ آج اللہ کی توفیق سے اس کی مخلوق میں سے ایک جانور کا پیٹ بھرنے کا موقع ملا ہے۔

اگلے دن میں نے ویسے ہی باہر دیکھا تو وہ کتنا پھر موجود تھا تو میں نے اس کو دوبارہ گوشت ڈال دیا پھر اب تو اس کارروزانہ کا معمول بن چکا ہے وہ روزانہ صح کے

وقت آتا ہے اور میں اس کو گوشت ڈال دیتی ہوں اور وہ چلا جاتا ہے بیوی کی بات سن کر اب میری سمجھ میں آیا کہ کتنے کے روزانہ آنے کی وجہ کیا ہے بہر حال میں چپ ہو گیا چند دنوں کے بعد میرے کچھ دوست بمع فیملی میری دعوت پر میرے گھر آئے اگلے دن صبح سویرے میرے ایک دوست نے جیسے ہی گھر سے باہر قدم نکالتواں کو حسب معمول کتابیٹھا ہوا نظر آیا پہلے تواں نے حیرت سے اس کو دیکھا۔

اس کو مذاق سو جھا وہ گھر آیا اس نے دوسرے دوستوں کے ساتھ ساتھ مجھے بھی بلا لیا میں حیران کہ اس کو کیا ہو گیا ہے کیا کہنا چاہتا ہے؟ مجھے کہنے لگا فیصل بھی ہم تو سمجھتے تھے کہ آپ ظاہری مال داری کے ساتھ ساتھ دل کے بھی مال دار ہوں گے مگر آپ تو کنجوس نکلے اس کی بات میری سر کے اوپر سے گزر گئی میں نہ سمجھ سکا کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے؟ تو میں نے اس کو کہا یار سید ٹھی طرح بات بتاؤ پہلیاں مت بھجو ا تو وہ کہنے لگا کہ تم نے جو اپنے گھر کی حفاظت کیلئے کتار کھا ہوا وہ تو ایسا ہے کہ چور آ جائیں تو وہ ان کے ساتھ مل چوری کروائے گا باقی دوست بھی حیرت بھری نظر وہ سے مجھے دیکھنے لگے یار ہم نے تو نہیں دیکھا فیصل کا کتنا۔

ایک دوسرے دوست نے کہا آؤ میں تمہیں دکھاتا ہوں شر میرے دوست نے کہا اور باقی دوست بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور جا کر خود اس کتنے کامعاینہ کرنے لگے وہ بدستور اپنی جگہ پر بر ایمان تھا جیسے اس کو انتظار ہو کہ ابھی اس کی غذا اس کو ملے گی اور میرا سر شرم سے جھک گیا اس دن میری بہت سکی ہوئی میں بہت زیادہ شرمندہ ہوا میرے دوست سمیر نے تو بطور مذاق بیہاں تک کہہ دیا فیصل بھی یہ تو مجھے کسی اعلیٰ ترین نسل کا کتا لگتا ہے ایسا کرو میرا کتاٹونی ہے وہ بھی بڑی ہی اعلیٰ نسل کا کتا ہے تم لے لو اور یہ مجھے دے دوا اور اوپر جتنے پیسے مانگو گے میں تمہیں دینے کیلئے تیار ہوں اس کی

بات سن کر باتی دوست بھی ہنسنے لگے اور میں شرمندگی سے پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ ان کے پاس بیٹھا رہا مگر میرا دل چاہ رہا تھا کہ ابھی جا کر اس کتے کو ختم کر دوں جس کی وجہ سے آج میری اتنی سیکی ہو رہی ہے مجھے اپنی بیوی پر بھی رہ کر بڑا غصہ آرہا تھا کہ یہ سارا کیا دھر اسی کا تھا اگر وہ اس کو روزانہ گوشت نہ ڈالتی تو وہ عادی نہ ہوتا اور آج میری اتنی سیکی نہ ہوتی۔

دوسرے دن شام کو مہمان تو چلے گئے مگر میں بیوی پر برس پڑا میری بیوی نے میرا یہ روپ دیکھا ہی کہاں تھا پہلے تو وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا خیال رکھنے پر ملنے والے اجر کا ذکر کرتی رہی مگر میرا غصہ جیسے ہی بڑھا تو وہ چب سادھ گئی کہ مبادا میں اس پر ہاتھ نہ اٹھا دوں۔

رات کو میں ایک پلانگ کر کے سو گیا صبح حسب معمول وہ کتا پھر دروازے پر بیٹھا ہوا تھا میرا اس کو دیکھتے ہی پارہ ہائی ہو گیا اور میں نے گھر سے لو ہے کا ایک راڑ اٹھایا اور باہر کی طرف پکا میری بیوی میرے ہاتھ میں راڑ دیکھ کر میرا را دہ سمجھ گئی اس نے مجھے روکنے کی بہت کوشش کی خدا کیلئے اس کو نہ مارنا بے زبان جانور ہے ہم اللہ تعالیٰ کی کپڑ میں آجائیں گے مگر اس وقت مجھ پر خون سوار تھا میں نے اس کو ایک دھکا دیا اور وہ دور جا گری اب اگر تم میرے راستے میں آئی تو میں تمہیں بھی ایک لگا دوں گا، میں نے بیوی سے کہا اور راڑ لیکر باہر نکل گیا۔

کتا گوشت کی انتظار میں بیٹھا ہوا تھا میں نے راڑ اس کو اس زور سے مارا کہ اس نے چیخ چیخ کر گویا پورے آسمان کو سر پر اٹھا لیا ایک لمحے کو تو میرے بھی اوسان خطا ہو گئے کتنے نے آسمان کی طرف منہ کر کے بلند آواز سے گویا چلانا اور فریاد کرنا شروع کر دی میں نے دوبارہ مارنے کیلئے راڑ جیسے ہی بلند کیا وہ سیڑھیوں پر سے گھستتے ہوئے

اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتے ہوئے بمشکل دوڑنے لگا تو میں نے دیکھا کہ راڑکی وجہ سے اس کی دائیں ٹانگ ٹوٹ چکی تھی پھر وہ لنگڑا تاہو اچلا گیا اس کے بعد وہ کتابہ آیا تو میں نے سکھ کا سانس لیا۔ میری بیوی مجھ سے ناراض ہو گئی اس ناراضگی کی وجہ سے دودن تک اس نے مجھ سے بات تک نہ کی میں نے بھی پرواہ نہیں کی کہ آخر کب تک وہ ناراض رہے گی وقت گزرنے کے ساتھ خود ہی اس کی ناراضگی ختم ہو جائے گی بات آئی گئی ہو گئی۔ کچھ دنوں کے بعد میں ایک دن رات کو سوکراٹھا تو میرے دائیں پیر کے انگوٹھے میں شدید درد تھا میں سوچنے لگا کہ یہ درد کیوں ہے؟ لیکن کچھ سمجھنے آیا میں نے سمجھا کہ شاید کہیں انگوٹھا مژر نہ گیا ہو مگر مجھے یاد نہ آیا بہر حال میں نے ناشتے کے ساتھ ایک گولی کھالی درد میں کچھ فرق پڑ گیا مگر درد کمکل طور پر ختم نہ ہوا میں نے اس کی پرواہ کی اور ڈیوٹی پر چلا گیا۔

اگلے دن جب صبح کو اٹھا تو درد پہلے سے بھی زیادہ تھا میں نے اپنی بیوی کو بھی بتایا تو اس کو بھی تشویش سی ہوئی مگر میں نے اس کو تسلی دی اور ڈیوٹی پر چلا گیا تیسرے دن جب میں سوکراٹھا تو اس انگوٹھے میں درد تو کچھ کم تھا مگر انگوٹھے پر سفید رنگ کا ایک دانہ سا بنا ہوا تھا مجھے اطمینان ہوا کہ کوئی بات نہیں درد کم ہو گیا ہے یہ بھی ٹھیک ہو جائے گا شام تک میں کام میں مصروف رہا اس دن میں نے ہسپتال میں تین آپریشن بھی کیے شام کو جب میں جوتا اتار کر بیٹھنے لگا تو میری انگوٹھے پر نظری پڑی وہ دانہ پھیل کر آدھے سے زیادہ انگوٹھے کو گھیر چکا تھا آہستہ آہستہ درد ہونے لگا رات کو کچھ سکون ہوا میں سو گیا صبح جب اٹھا تو درد بہت زیادہ تھا اس دن بھی میں نے دو آپریشن کرنے تھے پہلے تو میں نے آپریشن ملتی کرنے ارادہ کر لیا مگر پیسے کی لاچ میں میں نے آپریشن کرنے کا فیصلہ کر لیا اور ڈیوٹی پر چلا گیا بس پھر کیا تھا درد کے ساتھ ساتھ زخم

بھی بڑا ہوتا گیا میں نے ایک دو ڈاکٹروں سے بھی مشورہ کیا مگر کسی کی سمجھ میں نہ آیا کہ اتنا شدید درد کیوں ہے؟

بس اوقات تو میں کرائیں گے لگتا ایک دن صبح کو میں نے اپنی بیوی کو بتایا کہ درد صبح کے وقت زیاد ہوتا ہے بعد میں کچھ کم ہو جاتا ہے آپ نے کتنے کو جو راڑ مارا تھا اس کی کون سی ٹانگ ٹوٹی تھی؟ اپنی بات کے جواب میں اس کے اس عجیب غریب سوال پر مجھے حیرت ہوئی کہ میرے درد کے ساتھ کتنے کی ٹانگ کا کیا تعلق ہے؟ تو وہ کہنے لگی بتائیں تو سہی تو میں نے کہا دائیں ٹانگ تو وہ کہنے لگی مجھے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی آپ پر آرہی ہے آپ کی بھی دائیں ٹانگ میں تکلیف ہوئی ہے کتنے کی بھی دائیں ٹانگ پر آپ نے مارا تھا پھر آپ نے بتایا کہ آپ کو زیادہ درد بھی صبح کے وقت ہوتا ہے اور کتنے کو بھی آپ نے صبح کے وقت ہی مارا تھا میں آپ کو اسی وجہ سے منع کرتی رہی تھی مگر آپ نے میری بات نہ مانی اللام مجھے دھکا دے دیا۔

مگر میں نے اس کے اس خیال کو جھٹک دیا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میری تکلیف بڑھتی چلی گئی ڈاکٹروں سے مشورہ ہوا چیک اپ ہوئے آخر کار ڈاکٹروں نے فیصلہ کیا کہ ان گوٹھا کاٹ دیا جائے ورنہ زخم بڑھ جائے گا اور پاؤں کے گل جانے کا خدشہ ہے پہلے تو میں تیار نہ ہوا مگر مر تاکیانہ کرتا میں خود بھی اپنی روپر ٹین دیکھ چکا تھا آخر میں خود بھی تو ایک سر جن تھا سب سمجھتا تھا لہذا میں آپریشن پر تیار ہو گیا ایک دن میرا آپریشن طے ہوا اس دن میرے والدین بھی شہر آئے میرا ان گوٹھا کاٹ دیا گیا اس دن میں اپنی والدہ کے لگل کر بہت روپا میری والدہ نے مجھے تسلی دی۔

وقت گزرتا رہا کچھ سکون ہو گیا زندگی پھر معمول پر آگئی اس کے بعد میں ڈیوبٹی پر جانے لگا پھر میں نے چند آپریشن بھی کیے چند دن کے بعد ہی پھر میرے پیر میں

درد ہونے لگا تو چیک کروانے پر پتہ چلا کہ واہر س اگلوٹھا کٹنے سے پہلے ہی آگے پاؤں میں منتقل ہو چکا تھا ب پاؤں گھٹنے تک کامیاب رہے گا ورنہ اوپر تک واہر س چلا گیا تو پھر پوری ٹانگ کا ٹھنپڑے گی جتنی جلدی سکے اس کو کامیاب ہے۔

ابھی میں اسی پریشانی میں تھا کہ ایک دن مجھے فون آیا کہ چند دن پہلے جس مریض کا میں نے آپریشن کیا تھا وہ مر گیا ہے میں بڑا حیران ہوا کہ وہ آپریشن تو بالکل کامیاب ہوا تھا پھر وہ کیسے مر گیا؟ بہر حال تحقیق پر پتہ چلا کہ آپریشن کے دوران مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی تھی جو مریض کیلئے جان لیوا ثابت ہوئی اور یہ غلطی میری سمجھ سے باہر تھی کہ کیسے مجھ سے غلطی ہو گئی۔

یہ ایک اور مصیبت کھڑی ہو گئی مرنے والے کے ورثاء نے مجھ پر پرچہ کر دیا نتیجہ یہ نکلا کہ میری نوکری بھی جاتی رہی اور حکومت نے میرے پرائیویٹ ہسپتال کو بھی سیل کر دیا اسی پر بس نہیں بلکہ آپریشن کے دوران غفلت کرنے کی وجہ سے کئی لاکھ کا مجھ پر جرم انہ بھی لگادیا اس کیس کو بھگتے ہوئے کافی دن لگ گئے۔

استنے میں میرا خم بہت ہی خراب ہو گیا یہاں تک کہ اب ڈاکٹروں نے فیصلہ کر لیا کہ میری ٹانگ کاٹ دی جائے جب یہ فیصلہ ہوا تو میرے والدین یکے بعد دیگرے میرے اس صدمے کو برداشت نہ کر سکے اور چل بے پیچھے ہماری زمینوں پر کچھ مزارعوں اور رشتہ داروں نے مل ملا کر قبضہ کر لیا، ان سے بات کی تو انہوں نے جعلی کاغذات دکھائے کہ تمہارے باپ نے مرنے سے پہلے ہمیں ساری زمینیں بیچ دی تھیں میں کچھ بھی نہ کر سکا میری ٹانگ کا آپریشن ہونا تھا میرے پاس موجود ساری رقم پہلے ہی کیس پر لگ چکی تھی۔ میں نے چند دوست ڈاکٹروں سے رابطہ کیا ان سے کچھ رقم ادھار مانگی مگر وہ سب طوطا چشم نکلے گویا وہ مجھے جانتے ہی نہیں اس دن مجھے حقیقی

طور پر طو طا چشمی کا معنی سمجھ آیا میں نے چند لوگوں سے بات کی کچھ محلے والوں نے مل کر میرے آپریشن کے لیے کچھ پیسے جمع کیے ادھر گھر میں فاقوں کی نوبت آگئی۔ ایک دن میرے سسر میرا پتہ کرنے آئے گھر میں کچھ بھی نہ تھا میری بیوی غم کی وجہ سے اور خوارک کی کمی کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئی تھی ایسے لگتا تھا کہ صدیوں سے بیمار ہو میرے سر نے اس کو اپنے ساتھ لے جانا چاہا مگر میری بیوی نے انکار کر دیا کہ وہ مجھے اس حالت میں چھوڑ کر نہیں جاسکتی میں نے بھی سسر کی بہت متین کیں وہی سسر جو مجھ پر فخر کیا کرتا تھا میری مثالیں دیا کرتا تھا آج اس نے میری ایک نہ سنی اور میری بیوی کو زبردستی لے کر چلا گیا اور میں پچھے اکیلا رہ گیا اور ابھی تک میری کوئی اولاد بھی نہ ہوئی تھی میرے آپریشن کی تاریخ آگئی مجھے کچھ ہمسائے ایمبو لینس میں ڈال کر ہسپتال لے گئے وہاں آپریشن کے ذریعہ میری ٹانگ گھٹنے سے کاٹ دی گئی۔

چند دن میں ہسپتال میں رہا آخر میرے پیسے ختم ہو گئے کوئی پوچھنے کیلئے نہ آیا تو ڈاکٹروں نے مجھ سے پیسوں کامطالبہ کیا میں نے کہا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں تو انہوں نے مجھے ایک خیراتی ادارے کے حوالے کر دیا چند دن انہوں نے برداشت کیا مگر پھر میری ٹانگ میں درد شروع ہو گیا تو انہوں نے یہ کہہ کر مجھے چلے جانے کو کہا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ کہیں یہی وائرس یہاں پر رہتے والوں میں سے کسی اور کونہ لگ جائے میں نے ان کی بہت متین کیں کہ میرا اب یہاں کوئی نہیں خدا کیلئے مجھے یہاں سے نہ نکالو میں اکیلا کسی درخت کے نیچے رہ لوں گا تم میرا بستر وہاں لگا دو کسی اور کو نہیں ملوں گا مگر انہوں نے میری ایک نہ سنی البتہ انہوں اتنا کیا کہ مجھے ایک وہیں چیز ردی اور اس پر بٹھا کر باہر نکال دیا میں اس چیز کو گھسیتا ہوا اپنے گھر پر پہنچا تو وہاں کسی اور کے نام کی پٹی گلی ہوئی تھی تو میں اس کو پڑھ کر حیران رہ گیا وہ نام میرے اس رشتہ دار

کا تھا جس نے ہماری گاؤں کی زمینوں پر قبضہ کر لیا تھا تو میں بھتی آنکھوں کے ساتھ تھک کر رینگتا ہوا گیٹ کے باہر بنی سیڑھیوں پر جا بیٹھا۔ مجھے فوراً وہ کتابیاد آگیا جو کچھ ہی عرصہ پہلے ایسے ہی ان سیڑھیوں پر بے بسی سے بیٹھا کرتا تھا جیسا آج میں بیٹھا ہوا تھا مجھے آج اپنے آپ اس کتے سے بھی بدتر لگنے لگا مجھے میرے گناہ کی سزا کتنی جلدی نقد مل پھی تھی یہ خیال آتے ہی میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور میں رو نے لگا کافی دیر تک رو نے کے بعد میں آہستہ آہستہ سے وہاں سے اٹھا اور اس جگہ آ کر بیٹھنے گیا۔ اب میری حالت یہ ہے کہ رات کسی پل کے نیچے گزار لیتا ہوں اور دن میں یہاں اس کتے کی انتظار میں بیٹھ جاتا ہوں یہاں بیٹھتے ہوئے مجھے کئی سال ہو گئے مجھے یقین ہیں وہ کتابی وقت نہیں تو اس کے کچھ عرصہ بعد مر چکا ہو گا مگر پھر بھی مجھے ہر وقت اس کتے کی تلاش رہتی ہے اس کی انتظار رہتی ہے کہ کاش کہ مجھے وہ ایک بار مل جائے تو میں اس کا اپنے ہاتھوں سے علاج کر کے اپنے جرم کا کچھ تدارک کرنے کی کوشش کروں گا۔ میں روزانہ اللہ سے بھی معافی مانگتا ہوں بیٹھا پتہ نہیں مجھے کب معافی ملے گی ملے گی بھی سہی یا نہیں ہاں بیٹھا میں ہوں ہی اس قابل کہ مجھے معافی نہ ملے بلکہ میں لوگوں کیلئے عبرت ہی بnar ہوں تم بھی میرے لئے دعا کرنا۔ یہ کہہ کر بابا جی اپنی ٹانگ سے کپڑا ہٹایا تو وہ بالکل گل پھی تھی جیسے اس میں کیڑے پڑ کچے ہوں۔ اب بیٹھا میں اس کا علاج کہاں سے کرواؤ؟ اب تو میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، کھانے کو نہیں، تو دوا کہاں سے لوں؟ اب تو میں چاہتا ہوں کہ مجھے بس اللہ تعالیٰ اٹھا لیں لیکن شاید میرا رب مجھ سے بہت زیادہ ناراض ہے مجھے تو ایسے لگتا ہے کہ موت بھی مجھ سے روٹھ چکی ہے یہ کہہ کروہ بابا جی پھر رو نے لگ۔ میں خدا تعالیٰ کی کپڑا کا سوچ کر دہل کر رہ گیا اور بابا جی کو کچھ پیسے دے کروہاں سے چل پڑا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو ایسی آزمائش میں مبتلانہ کرے۔

پمن کی دادی

کھجور..... صائمہ علی

وہ ایک ایسی ہستی تھی جو اپنے چہروں کی لکیروں میں بہت دکھ بھری ایک داستان چھپا کے بیٹھی تھی جو مجھے ہر رشتے سے عزیز تھی، بہت بلند ہست اور مضبوط ارادہ والی صبر و رضا کا پیکر تھی۔ مگر وہ اب میرے پاس نہیں۔ جب اس کی زندگی میں ازدواجی دور شروع ہوا تو وہ ایک باوفا اور دکھ سکھ میں شریک خدمت گار بیوی کے روپ میں میرے دادا جی کے گھر میں بنتے گئی۔ گھر کا سکون اور راحت اسی خاتون کی مرحون منت تھا، مہمان نوازی میں اپنی مثال نہیں رکھتی تھی، اڑوں پڑوں کی خبر گیری اس کا امتیازی وصف تھا۔ نماز کی بہت پابند اور قرآن کریم کی کثرت کے ساتھ تلاوت کیا کرتی، گھر بیوکام کاچ میں صحیح سے شام تک مگن رہتی، گھر میں ترتیب سے رکھی اشیاء اس کے حسن ذوق کا منہ بولتا ثبوت تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے تھوڑے عرصے بعد ان کی گود ہری کر دی، اب مصروفیات میں بچوں کی نگہداشت اور ان کی تربیت بھی شامل ہو گئی، دو بیٹیاں اور تین بیٹے یکے بعد دیگرے ان کے آنکن میں کھل اٹھے۔

ان کو اپنے حوصلے اور ہمت سے پالا تھا، عورت زاد ہو کر غربت، فقر اور زمانے کی تلخیوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ لیکن صبر و شکر کا دامن نہیں چھوڑا۔ دو کپڑوں میں اپنی زندگی کا ایک حصہ بتا دیا۔ کبھی اپنی زبان اور دل و دماغ کو خدا کی ناشکری جیسے مہلک مرض کا شکار نہیں ہونے دیا اور اپنے اللہ اور قرآن سے واسطہ جوڑے رکھا۔ خدا نے بھی اس پر مہربانی کی حد کر دی وہ دعماً علیٰ گئی کی اللہ کریم اسے نوازتا گیا۔

بیٹیوں کے سروں پر سہرے سجائے، ان کی سیبیں سجائی، بیٹیوں کے ہاتھ بھی

پیلے کیے اپنی اولاد کو زمانے میں عزت سے جینا سکھایا، معاشرے میں دین داری، دنیا داری، رواداری، امور خانہ داری، اخلاق اور مروت سے آشنا کیا۔ زمانے کی تنجیوں سے لڑنا سکھایا، جب بیٹیاں بھی اپنے اپنے گھروں کو چل دیں اور بیٹیے بھی ازدواجی بندھن میں بندھ گئے، گھر میں میری دادی ماں کی بہورانیاں آئیں اور پورے گھر یلو نظم کو دادی کے بوڑھے کندھوں سے اتار کر اپنی تحویل میں لے لیا تو میری دادی نے گھر کے ایک کونے میں اپنی زندگی کی شامیں گزارنا شروع کر دیں۔

اب اس کی زندگی کی نحیف سانسیں دکھ کا دریا موڑ رہی تھی، وہ ایک زمانے کی منجھی ہوئی خاتون تھی، وہ مجھ سے بہت محبت کرتی تھی، مجھے ہربات ایک استاد کی طرح سمجھاتی تھی، مجھے پیار سے پکن کہتی۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے اور میری دادی نے چار سال ایک کمرے میں ایک ساتھ گزارے۔ دن کمرے میں اور رات صحن میں، وہ ایک ماں تھی جس کی ممتا اپنی اولاد کے لیے تڑپتی کہ وہ اس کے ساتھ بیٹھ کر باقیں کریں۔ اس نے پھر بھی اپنی اولاد کے لئے دعائیں مانگیں، ماں جو تھی، رب نے اس کی دعا سنی اور اس کی اولاد کو اللہ نے ہر نعمت دی اور ان پر خوشی کے دن آئے۔

اللہ کی طرف سے ایک امتحان بھی بھی باقی تھا ان کو کیسے جیسا مہلک اور جان یو امر ضلاحت ہو گیا میں دادی کو سہارا دے کر کھانا کھلاتی وہ رات کا انتظار کرتی کہ میری اولاد میرے پاس آئے مگر روز ان کو اس انتظار میں نیند آ جاتی، نیند تو روز آتی مگر اولاد کبھی کبھی۔ ایک دن مجھے کہا پکن بیٹی! مجھے اٹھاؤ! پھر فوراً کہا اللاد و ان کا سر میری گود میں تھا ان کا ہاتھ میرے ہاتھ میں اور ان کی زندگی میں سکون آ رہا تھا اور ان کی زبان سے کلمہ بلند ہو رہا تھا اللہ نے ان کو بلا لیا اور میری دادی میری دنیا تاریک کر کے اپنی آخرت روشن کر کے چل بسی۔

زمانہ جدید کی جاہلیت

کھنکھ..... اخت اور میں

جامعہ عثمانیہ تعلیم القرآن سرگودھا

مجموعی طور پر معاشرہ کی قوت برداشت جواب دے سکتی ہے اور زمانہ میں جاہلیت کی یادیں پھر سے تازہ ہونے لگی ہیں۔ کبھی گھوڑا آگے بڑھانے پر جھگڑا کبھی پانی پلانے پر جھگڑا اولی صور تحال پیدا ہو سکتی ہے۔ صبر، حوصلہ، درگزر، معافی اور برداشت بے معنی سے الفاظ بن کر رہ گئے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتیں لڑائیاں بھڑکاری ہیں، معمولی تو نکرار کا نتیجہ قتل و غارت کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔ چند ٹکوں کی خاطر قیمتی انسان جانیں ضائع کرنا باعث فخر بن چکا ہے، طیش میں آکر مارا ہوا ایک تھپڑ دو خاندانوں کی تباہی کا پیغام لارہا ہے۔ لباس شکل و صورت یا خاندان کے متعلق چھوٹا سا طعنہ دینے سے خون کے فوارے پھوٹ رہے ہیں۔ لگی لگی، نگر نگر، کوچہ کوچہ، بام بام ایک دوسرے سے بڑھ کر بدله لینے کی فضابنتی چلی جا رہی ہے۔

احترام انسانیت میں نمایاں کمی واقع ہو سکتی ہے انسان؛ انسان کو کچا چجانے پر مبتلا ہوا ہے۔ کرائے کے قاتلوں میں اضافہ ہو رہا ہے اور انسان کا قیمتی خون بہانے میں ذرہ برابر بھی ہچکچا ہٹ کا مظاہر نہیں کیا جا رہا۔

بے در لغ انسانی قتل کی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگوں میں قوت برداشت نہیں رہی، زمانہ جاہلیت میں بھی ایسا ہی ہوتا تھا۔ ایک قبیلہ کی کسی عورت سے انجانے میں دوسرے قبیلہ کے کسی آدمی کی پالتوچڑیا کے انڈے ٹوٹ گئے تو ان دونوں قبیلہ میں چالیس سال تک خانہ جنگی رہی۔

جھرا سود لگانے کا واقعہ یاد کیجیے سب قبائل نے اعلان جنگ کر دیا تھا تھ خون میں ڈبو لیے تھے اور تلواریں نیاموں سے باہر نکال لیں تھیں۔

کئی دفعہ ایسا ہوتا تھا ایک قبیلہ کے شاعر نے دوسرے قبیلہ کے بارے میں مذمت بھرا ایک شعر کہہ دیا تو ان دو قبیلوں سالہا سال خون ریز جنگ رہی نہ یہ قبیلہ ہار مان رہا ہے نہ وہ قبیلہ ہار مان رہا ہے بلکہ ہر ایک خون بھانے میں دوسرے سے سبقت لینا چاہتا تھا۔ تعصباً کی آگ ایک دفعہ بھڑک اٹھتی تو بچھنے کا نام نہ لیتی بھری دنیا سے کسی ایک کونے سے بھی امن و سکون کی صدابند نہیں ہوتی تھی۔

زمانہ جدید کی جا بیلت دیکھیے کہ زمین کے ایک پچھے کے لیے بیٹا بپ کو قتل کر رہا ہے، بھائی سے بھائی کو گولیوں سے بھون رہا ہے، نش کے لیے پیسے نہ ملنے پر خاوند بیوی کو موت کی گھاٹ اتار رہا ہے، معمولی سے جھوٹ کرنے پر فرزند دلبند ماں کو قبر کا راستہ دکھار رہا ہے، والدین کا اولاد کو معمولی ڈانٹ پر اولاد زہر کی گولیاں کھار رہی ہے اور معمولی سی گھریلو بات پر خود سوزیاں ہو رہی ہے اور ہر طرف سے خود کشیوں کا طوفان اٹھ چکا ہے۔

عدالتی کا رواہیاں پڑھ کر دیکھیے: کسی مقدمہ میں بھائی مدعا ہے اور بھائی ہی ملزم ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بھائی عدالت سے درخواست گزار ہے کہ میرے بھائی کو سزا موت دی جائے۔ کسی مقدمہ میں بیٹا درخواست گزار ہے میرے باپ کو سزا موت دی جائے۔ حیثیت ختم ہو گئی ہے، رشتہ داری بے قدر ہو چکی ہے، خون سفید ہو چکا ہے، اس گھناؤنی کیفیت میں ہر گزر تے لمحے کے ساتھ اضافہ ہی ہو رہا ہے۔

سوال یہ ہے کہ یہ کیفیت ختم ہو جائے گی؟ کیا انسانی کشی اس بھنوسرے نکل سکتی ہے؟ اور انسانی خون کے پیاسوں کا کوئی علاج ہو سکتا ہے؟

جواب یہ ہے کہ یہ سب کچھ ہو سکتا ہے یہ کیفیت بھی ختم ہو سکتی ہے انسانی کشتنی اس بھنوسر سے نکل بھی سکتی ہے اور انسانی خون کے پیاسوں کا علاج بھی ہو سکتا ہے اس کے لیے کوئی نیا نسخہ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی کوئی نیا نسخہ کار آمد ہو سکتا ہے بلکہ اس کے لیے وہی نسخہ استعمال کرنے کی ضرورت ہے جو مجرب ہے، آزمایا ہوا ہے اور وہ نسخہ اسلام ہے۔

اسلام ہی نے پہلے بھی جاہلیت کا خاتمہ کیا تھا اور آج جدید جاہلیت کا خاتمہ بھی اسلام ہی سے ممکن ہے۔ یہی نسخہ؛ نسخہ شفاء ہے اور یہی نسخہ؛ نسخہ کیمیا ہے۔ جب کبھی اس نسخہ کو اس کی شرائط کے مطابق استعمال کیا گیا اس نے فائدہ ہی دیا اور آئندہ بھی جب اس کی شرائط کے مطابق استعمال کیا جائے گا یہ کائنات انسانی کو فائدہ بخشے کیونکہ یہ ہے ہی اسی لیے۔

جس طرح زمانہ قدیم کی جاہلیت کا علاج اسلام کے پاس موجود تھا اسی طرح زمانہ جدید کی جاہلیت کا علاج بھی اسلام کے پاس موجود ہے، چونکہ ہم یہاں زمانہ جدید کی جاہلیت کی گوناگوں اقسام میں سے صرف قتل و غارت اور خون ریزی کا ذکر کر رہے ہیں اس لیے اس کے متعلق جو اسلام نے جو عمدہ نسخہ تجوید کیا ہے اور جو تعلیمات دی ہیں ان خلاصہ یہاں نقل کر دینا ضروری ہے۔

سب سے پہلے تو یہ ہے کہ زبان پر کنٹرول کیا جائے۔ بے ہودہ کلام، فحش گوئی، گالی، الزام تراشی، بہتان طرازی اور طعن و تشنیع سے زبان محفوظ کی جائے، اسی طرح کسی کے حسب و نسب خاندان یا شکل و صورت کے متعلق نازپیبات کرنے سے بھی زبان کو روک کر رکھا جائے اور زبان کی بے احتیاطی معاشرے میں کیا گل کھلارہی ہے زبان میں اگرچہ ہڈی نہیں ہوتی مگر یہ ہڈیاں تڑوادیتی ہے۔ ایک گالی پر قتل، ایک

طعنہ پر قتل، ایک الزام تراشی پر قتل معمولی بات ہے، جب ظاہر ہلکے نظر آنے والے ان گناہوں کے سعین نتائج ہمارے سامنے ہیں تو پھر شدید ضرورت ہے اس بات کی ہے کہ زبان کو ان سب چیزوں سے پاک رکھا جائے اور یہ کوئی زیادہ مشکل کام بھی نہیں ہے حدیث شریف کا یہ واقعہ ہر وقت قلب و ذہن میں رہے۔

ایک شخص نے سوال کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے سب سے خطرناک چیز کون سی ہے؟ ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقدس زبان کپڑ کر فرمایا: ”یہ“

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ انسان جب صحیح اٹھتا ہے تو جسم کے تمام اعضاء، زبان سے درخواست کرتے ہیں کہ خدا سے ڈرنا ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں اگر تو سیدھی ہو گی ہم بھی سلامت ہوں گے اگر تو جھٹک جائے گی تو ہم سب برباد ہو جائیں گے۔

چونکہ خون ریزی دو طرفہ معاملہ ہے اس لیے یہ تو ایک فریق کے لیے نسخہ تھا اگر کوئی اس نسخہ پر عمل نہیں کرتا۔ نخش گوئی، الزام تراشی یا گالیاں دیتا ہے تو اسلام نے دوسرے فریق کے لیے نسخہ یہ دیا ہے کہ اسے دوسرے کی نازیبا باتوں پر صبر کرنا چاہیے، قتل انسانی کی مذمت میں قرآن و حدیث کے ارشادات ملحوظ رکھنے چاہیں۔

قرآن مجید نے ناقص قتل کرنے والے کو پوری انسانیت کا قاتل قرار دیا ہے اسی طرح حدیث شریف میں آتا ہے قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہیں قاتل تو اس لیے کہ اس نے قتل کیا ہے اور مقتول اس لیے کہ وہ بھی اپنے دوسرے فریق کو قتل کرنا چاہتا تھا اگرچہ اس کا بس نہیں چلا یہ تو آخر دن سزا ہے۔ دنیا میں بھی قتل کی سزا قتل ہے پھانسی کے پھندے پر جھولنا آسان کام نہیں، بڑے بڑے بہادر اور خونخوار گھاث تک

پہنچنے سے پہلے دم توڑ دیتے ہیں۔

بعض لوگ قتل کر کے اس سزا سے بھی فتح جاتے ہیں۔ کبھی پیسے کے ذریعے، کبھی سفارش کے ذریعے، کبھی کسی اور حریبے کے ذریعے لیکن آخرت کی سزا سے بچنا آسان نہیں۔

قتل کی بڑھتی ہوئی وارداتیں روکنے کے لیے جہاں زبان کی حفاظت اور انسانی خون کی حرمت کا خیال کرنا ضروری ہے وہاں معاشرے کے تمام افراد کو چاہیے کہ اپنے اندر برداشت پیدا کریں لہجہ بھر میں شعلے کی طرح بھڑک جانا اچھی بات نہیں اس جلد بازی کا نتیجہ اچھا نہیں بلکہ ہمیشہ کا پچھتا و املا تا ہے۔

جیسا کہ ایک حدیث مبارک ہمیں سبق دیتی ہے: ”جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے، اور برداری اللہ جل جلالہ کی طرف سے ہے۔“ پس جذبات کو بھڑکانے والے معاملات میں صبر، سکون، حوصلہ، برداشت، روداری، معافی، درگزر اور چشم پوشی سے کام لینا چاہیے۔ یہ کام ہوتا تو بہت مشکل ہے مگر ہوتا دور رسم ننان کا حامل ہے۔ بہر حال غصہ کی آگ پر قابو پانی بہتر ہے۔

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ”زور آور وہ نہیں جو کُشتی میں فریق

مخالف کو پچھاڑا لے بلکہ زور آور وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو رکھے۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص اتارنے کی طاقت رکھتا ہے پھر بھی ضبط کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا دل امن و امان سے پر کر دیتا ہے جو شخص باوجود موجود ہونے کے شہرت کے کپڑے کو تو اضع کر کے چھوڑ دے اسے اللہ تعالیٰ کرامت اور عزت کا جوڑا قیامت کے دن پہنائے گا اور جو کسی کا سرچھپائے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن بادشاہت کا تاج پہنائے گا۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو شخص باوجود قدرت کے اپنا غصہ ضبط کر لے اسے اللہ تمام مخلوق کے سامنے بلا کر اختیار دے گا کہ جس حور کو چاہے پسند کر لے۔“

یہ دنیا کے غم بھی عارضی ہیں اور خوشیاں بھی عارضی ہیں۔ یہ نہ غم ہمیشہ رہیں گے اور نہ خوشیاں۔ اس لیے اگر کوئی زیادتی بھی کرے تو معاف کریں اور در گزر کریں۔ کیا آپ کو پیغمبر انقلاب صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ کارنامے یاد نہیں۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف والوں کے پتھر کھا کر ان کو معاف کر دیا اور فرشتے آگئے اگر آپ کہتے ہیں تو ہم ان کو پہاڑوں کے درمیان پیس کر سرمه بنا دیں۔ فرمایا نہیں مجھے امید ہے کہ انہی کی نسل میں سے کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو میرے دین پر چلیں گے۔

آج ہم محبانِ رسول ہونے کے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں اور بات بات پر کہتے ہیں ہم انقلاب لانا چاہتے ہیں انقلاب۔ انقلاب انقلاب کہتے ہیں کہ تمام لوگ ایک بات کو چھوڑ کر سب ایک بات پر ڈٹ جائیں ایک ذرہ سی بات ہم برداشت نہیں کر سکتے تو انقلاب لارہے ہیں انقلاب تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ ہی لگ سکتا ہے اور ہمارے نبی کے نام کے ساتھ ہی سلیکٹ ہو سکتا ہے۔

پیغمبر انقلاب نے دشمنوں کے پتھر کھا کر ان کو معاف کر دیا اور پتھر بھی ایسے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے مبارک خون سے ترکر دیں اور ہم مسلمان کو معاف کرنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ انقلاب تو تبھی آسکلتا ہے جب ہم ایک دوسرے کو معاف کریں اور ہر معاملہ در گزر، حوصلہ، ہمت و استقلال سے کام لیں اللہ آپ کو اور مجھے ان تمام بالوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

بری صحبت سے بچئے!!

کھجور..... مولانا محمد اسحاق

ماحول میں اچھی اور بری صحبت کا بہت زیادہ اثر ہوتا ہے انسانی زندگی کو جیسی صحبت میسر ہو گی ویسا ہی اس کی زندگی میں نکھار یا فساد پیدا ہو گا، جو لوگ اکٹھے اٹھتے بیٹھتے ہیں ان کے اخلاق اور مذاق بھی یکساں ہو جایا کرتے ہیں کیونکہ کشش اور محبت، نفرت اور حقارت کی نظر نہ آنے والی لہریں دو ہم نشینوں کے درمیان جاری رہتی ہیں، اور ان کے تعلق کی ٹھیک ٹھیک روپورٹ پیش کرتی ہیں، چنانچہ رب کریم کا فرمان ہے:

یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ كُونو مِعَ الصَّادِقِينَ

(سورۃ توبہ آیہ ۱۱۹)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کی صحبت اختیار کرو۔

علامہ محمود آلوی رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں: سچوں کی صحبت اتنی اختیار کرو کہ ان کی طرح بن جاؤ، کیونکہ ساتھی اپنے ساتھی کی اتباع کرتا ہے۔

جس طرح خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے اس طرح آدمی کا

رنگ ہم نشین پر چڑھتا ہے۔

جمال ہم نشین در من اثر کرد

و گرنہ من ہما خاکم کہ هستم

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا المرء علی دین خلیلہ فلینظر احاد کم من بخالل۔

آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے پس تم میں سے ہر ایک دیکھے کہ وہ

کس سے ملتا ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریع میں فرماتے ہیں : امام غزالی فرماتے ہیں کہ حر یص بندے کی صحبت اور اس میل مlap حرص پیدا کرتا ہے اور زاہد کی صحبت اور اس سے میل جوں دنیا سے زہد پیدا کرتا ہے اس لیے کہ طبیعتیں مشابہت کو نقل کر لیتی ہیں، بلکہ ایک طبیعت دوسری طبیعت سے اتنی خاموشی سے اس کی عادت کو چوری کر لیتی ہے کہ پتہ ہی نہیں چلتا یہی وجہ ہے کہ دریا کے کنارے میں بیٹھنے میں بیٹھنے والے کی طبیعت میں ٹھنڈک آجائی ہے آگ کے قریب بیٹھنے والے کی طبیعت میں گرمی و حرارت آجائی ہے، اونٹوں کو چرانے والے کی طبیعت میں ہٹ دھرمی آجائی ہے، گھوڑوں کی خدمت کرنے والے کی طبیعت میں شجاعت آجائی ہے، بکریاں چرانے والے کی طبیعت میں عاجزی اور تواضع آجائی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ اللہ رب العزت نے انسان کی طبیعت کو بنایا یہی ایسا ہے کہ جس کے ساتھ رہتا ہے ایسی جیسا بننا چاہتا ہے یا اس کے نقش قدم پر چلنا چاہتا ہے۔

بری صحبت کے اثرات بد سے انسان کے اخلاق و اعمال تو متاثر ہوتے ہی ہیں اس کے ساتھ عقائد بھی تباہ ہو جاتے ہیں انسان کی جہاں دنیا بر باد ہوتی ہے وہاں پر بری صحبت آخرت میں بھی ذلت کا باعث بن جاتی ہے بری صحبت زہر سے زیادہ مہلک ہوتا ہے جس کا نجام ذلت اور رسوائی کے سوا کچھ نہیں۔

نیک صحبت تریاق کا کام کرتی ہے، جو سینکڑوں برائیوں سے حفاظت کا ذریعہ بتتی ہے عقل مند انسان کو جیسے نیکی کی تلاش ہوتی ہے ویسے ہی نیک لوگوں کی تلاش ہوتی ہے نیک مجالس اور نیک صحبت کو پسند کرتا ہے۔ بری صحبت اور بری ہم نشینی سے بچتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عام انسان ہی کو نہیں بلکہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی اس بات کی تاکید فرمائی ہے کہ وہ نیک، صالح اور متین پر ہیز گار لوگوں کی صحبت اختیار کریں اور ان لوگوں کی صحبت سے دور رہیں جو نفسانی خواہشات کی تکمیل میں لگے رہتے ہیں اور ذکر سے غافل ہیں، فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَاصِبْرْ نَفْسَكَ مَعَ الظَّالِمِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاءِ وَالْعَشَيِّ يَرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدِ عِيْنَكَ عَنْهُمْ۔

(سورۃ کہف آیت 82)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود کو ان لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کی پابندی کر لیں جو صبح و شام اپنے رب کو اس کی رضا جوئی کے لیے پکارتے ہیں۔
دوسری جگہ فرماتے ہیں: فاعرض عن من تولی عن ذكرنا ولم يرد إلا الحیوة الدنیا۔

(سورۃ النجم آیت 29)

اے میرے محبوب آپ ان سے الگ ہو جائیے جنہوں نے میری یاد سے منہ پھیر لیا ہے اور اس کا مقصد دنیا کی زندگی کے سوا کچھ نہیں ہے۔
اسی وجہ سے اسلام بری صحبت سے روکتا ہے کیونکہ اس سے انسان راہ ہدایت سے بھٹک جاتا ہے اور ہمیشہ جہنم کا ایندھن بن جاتا ہے۔

رب کریم نے قرآن کریم میں بری صحبت اختیار کرنے والے لوگوں کا تذکرہ کیا ہے، جو قیامت کے دن اپنے برے دوستوں اور ہم نشینوں کو یاد کر کے اللہ رب العزت سے مطالیبہ کریں گے، کہ وہ پل بھر کے لیے ان کو وہ لوگ دکھادے جن کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے نے ان کو راہ حق سے بھٹکا دیا تھا تاکہ وہ ان کو اپنے قدموں سے روند ڈالیں جہنمی

خود کو کو سیں گے اور کہیں گے کاش ہم فلاں سے دوستی نہ لگاتے اور انبیاء کرام کی اتباع کرتے دنیا کے دوست وہاں پر ایک دوسرے سے دشمنی کرنے لگیں گے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبُّنَا أَرَبَّ الَّذِينَ اضْلَلْنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْأَنْسَ نَجْعَلُهُمَا تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونَا مِنَ الْأَسْفَلِينَ۔

(سورۃ حم السجدة آیہ 29)

کافر کہیں گے اے ہمارے رب آپ ہمیں جنوں اور انسانوں کے وہ دونوں فریق دکھا جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تاکہ ہم انہیں اپنے قدموں کے نیچے روند ڈالیں تاکہ وہ دوزخ میں سب سے نیچے ہو جائیں۔

اگر وہ نیکوں کی صحبت رکھتا ہے تو س کے نیک ہو جانے کے امکانات ہیں، اور اگر بروں کی مجلس اختیار کی ہے تو اگرچہ خود نیک ہو لیکن بد ہے کیونکہ وہ اپنے ہم نشینوں کے افعال پر راضی ہے اور جب وہ بد کے افعال قبیحہ پر راضی ہو تو وہ خود بھی بد ہی ہو گا۔

امام الاولیاء حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ کشف المحجوب میں لکھتے ہیں:

ایک آدمی کعبہ کے گرد طواف کرتے ہوئے کہتا تھا میرے پروردگار میرے بھائیوں کو نیک کر، اس سے پوچھا گیا کہ ایسے متبرک مقام میں پہنچ کر تو اپنے لیے کیوں نہیں کرتا؟ اس نے کہا جب میں اپنے بھائیوں میں واپس لوٹوں گا تو اگر میں نے ان کو نیک پایا تو میں بھی نیک رہوں گا اور اگر وہ گمراہ اور بد کردار ہے تو میں بھی ان کی وجہ سے بد ہو جاؤں گا اس وجہ سے کہ نفس دوستوں کی عادات سے تسکین پاتا ہے اور انہیں جلدی قبول کرتا ہے، انسان جس ماحول میں پرورش پاتا ہے اس کے تاثرات پوری قوت سے اس پر غلبہ اثر پیدا کرتے رہتے ہیں اور اس گروہ کی عادات و

خصال کل وہ آدمی اختیار کرتا جاتا ہے۔

خلاصہ کلام یہی ہے کہ کسی کہنے والے شخ نے کہا کہ کتاب اور دوست روح کی غذا ہے اس میں شک نہیں کہ یہ بات بالکل صحیح ہے اس سے بھلا کس کو انکار ہو سکتا ہے، لیکن اس غذا کے انتخاب کے سلسلے میں بڑی ہوشیاری اور ذہانت کی ضرورت ہے۔

جس طرح جسمانی صحت کے لیے خراب اور غلط غذا مضر ہے اور نقصان دہ ثابت ہوتی ہے اسی طرح روح کی غذا کے منتخب کرنے میں بھی یہ بات پیش نظر رکھنی ضروری ہے کہ ہم نے جو غذا اپنے لیے منتخب کی ہے اس میں صحت مندا جزاء بھی پائے جاتے ہیں یادہ اپنے دامن میں خراب اور زہر لیلے اثرات رکھتی ہے؟

یہ انتخاب کوئی معمولی چیز نہیں ہے روحانی غذا کے صحیح انتخاب پر ہی مستقبل کی تعمیر و ترقی کا انحصار ہے، روح کی غذا کا غلط انتخاب انسانی ذہن کو بالکل اسی طرح غلط راہ پر ڈال دیتا ہے جس طرح جسم کے لیے غلط اور خراب غذا کا استعمال یہاری اور امراض و دعوت دیتا ہے۔

اس لیے اپنی روح کی صحت مند غذا حاصل کرنے میں بڑی دور اندیشی، سمجھ بو جھ اور ہوشیاری کی ضرورت ہے فرق صرف یہ ہے کہ ایک کاغذ انتخاب انسان کے جسم کو یہار بناتا ہے اور دوسرے کا غلط روح و ضمیر کی یہاریوں کا سبب بنتا ہے۔

اس لیے ہمیں اس بارے میں محتاط رہنا چاہیے کہ ہم اور ہماری اولاد کہیں بری صحبت تو اختیار کیے ہوئے نہیں ہے۔ آج معاشرے میں 99 نیصد بلکہ 100 فیصد بگاڑتی ہی بری سوسائٹی اور بری صحبت سے آیا ہوا ہے۔ اس لیے کسی نے کہا ہے:

صحبت	صالح	صالح	صالح
صحبت	طالع	طالع	کند

میر اجرم کیا ہے؟؟

کھجور.....مولانا امام اللہ

سفیان ابھی سکول سے گھروابیں آیا ہی تھا، بستے رکھا، یونیفارم تبدیل کر کے کھانے کے لیے بیٹھا ہی تھا۔ بڑے بھائی نے دیکھا کہ سفیان گھر آگئی ہے سفیان کو دیکھتے ہی کمپیوٹر سے توجہ ہٹا کر کہنے لگا: سفیان میں کافی دیر سے تیر انتظار کر رہا تھا کھانا کھالینے کے بعد جلدی سے میرے نمبر پر ایزی لوڈ کروادینا یہ لوپسیے۔ سفیان کھانے کے بعد ایزی لوڈ کروانے کے لیے چلا گیا۔ گھروابیں پہنچا تو اس کی کی امی نے کہا بیٹا سفیان ابھی تک پکانے کے لیے سبزی نہیں آئی یہ لوپسیے اور بھاگ کر ذرا بازار سے سبزی تو لے آؤ اور ہاں ساتھ میں سبز دھنیا اور ہری مرچیں بھی لے آنا۔ بازار، سفیان کے گھر سے کافی دور تھا اس لیے بار بار جانا آسان کام نہ تھا، خیر امی کی بات سفیان کیسے ٹال سکتا تھا، امی سے سبزی کے پسیے لیے اور بازار کی طرف چل پڑا ابھی بازار پہنچا بھی نہیں تھا راستے میں چاچا جان مل گئے پوچھا: سفیان کدھر جا رہے ہو؟ بتایا سبزی لینے جا رہا ہوں، چاچا جان کہنے لگے بیٹا ایک کام میرا بھی کرتے جانا یہ کہتے ہوئے کہا چلو پہلے میرے ساتھ آجائو میں کچھ سامان دیتا ہوں وہ میرے گھر دے دینا وہ سامان بھی تھوڑا نہ تھا گھر کا پورے ہفتے کا کھانے کا راشن تھا، سفیان نے سامان کندھے پر رکھا اور سبزی خریدی گھر پہنچ کر اپنا سامان نکال کر چاچا جان کا سامان دینے ان کے گھر چلا گیا۔ ابھی ان کے گھر کی گلی میں مڑا ہی تھا کیا دیکھتا ہے کہ پچی جان دروازے میں کھڑی ہے دیکھتے ہی خوشی سے کہنے لگی سفیان شکر ہے تو آگیا میں تو کافی دیر سے انتظار کر رہی تھی کہ کوئی آئے، یہ پانچ سو روپے پکڑ اور میرے مہمان آرہے ہیں جلدی سے ان کے لیے دس سو سے ایک کلو

پکوڑے اور دو بولیں لے آور ہاں آنا ذرا جلدی مہمان آنے ہی والے ہیں ذرا بھاگ کر۔ سفیان نے یہ سارا سامان لیا چھی کو دینے کے بعد اپنے گھر چلا گیا جیسے ہی گھر کے دروازے میں داخل ہو باجی کی نظر سفیان پر پڑی تو نخوشی میں اچھل کر کہنے لگی اور آگیا سفیان! یہ کہتے ہوئے دروازے کی طرف دوڑی اور کہا سفیان بھی ان میں پچاس روپے تیرے ہیں ذرا جلدی سے دیکھ میں سلامی کر رہی ہوں میرا دھاگا ختم ہو گیا بھاگ کر جا اور ایک نیلی نیکی اور یہ دس روپے کی بکرم لے کر آجائیں تیرا انتظار کر رہی ہوں۔ سفیان یہ سامان لے کر گھر پہنچا تو بڑے بھائی پھر کمپیوٹر سے توجہ ہٹاتے ہوئے بولے: سفیان! تو شعیب کو تو جانتا ہے نا؟ سفیان جی، یہ بلا اور گیند لے جاؤ وہ گراونڈ میں ہیں ان کو دے دینا اور ہاں مغرب کی اذان کے وقت وہ کھلیں بند کر دیتے ہیں اس وقت یاد سے واپس لے کر آنا۔ سفیان بو جھل سا ہو کر جی ٹھیک ہے جی۔ سفیان گھر واپس پہنچا اور اپنا بستہ کھول کر سکول کا کام کرنے کے لیے اپنی کاپیاں اور کتابیں نکالیں سکول کا کام کرنے کے لیے بیٹھا ہی تھا کہ باہر سے کسی نے گھٹی ججادی، ابو کی آواز آئی سفیان دیکھو باہر کون ہے؟ سفیان نے آکر بتایا کہ بھائی جان کے دوست ان کو ملنے آئے ہیں وہ بھائی کو باہر ہی بلارہے ہیں کچھ دیر کے بعد دودھ والے نے موڑ سائیکل کا ہارن دیا جو اپنی آمد کا احساس دلانے کے لیے تھا۔ بھائی نے دروازے سے منہ اندر داخل کرتے ہوئے قدرے زور سے کہا: سفیان سفیان سفیان! دودھ لے لو۔ سفیان دودھ لے کر جب گھر میں داخل ہوا تو رورہا تھا اور روتے ہوئے امی کے پاس دودھ لے کر آیا تو امی یکدم اٹھی سفیان بیٹا! کیا ہوا بھائی نے مارا ہے کیا؟ یاد دودھ والے نے کچھ کہا؟ اروکیوں رہا ہے؟ ماں بو لتی چلی گئی سفیان نے کہا میرا جرم کیا ہے؟ کیا یہی کہ میں گھر میں سب چھوٹا ہوں پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گیا اور اس طرح وہ اپنی تھکاوٹ کا احساس دلارہا تھا۔

بے پردگی کی وجہ سے عذاب قبر

کھجھ.....بنت عطاء البصیر

معلمہ دارالعلوم عید گاہ کبیر والا

راوی کا کہنا ہے کہ ایک نوجوان نے کچھ اس طرح حلفیہ بیان دیا کہ میرے ایک عزیز کی جوان بیٹی اچانک فوت ہو گئی جب ہم تدفین سے فارغ ہو کر پلٹے تو مر حومہ کے والد کو یاد آیا کہ اس کا ایک ہینڈ بیگ جس میں اہم کاغذات تھے وہ غلطی سے میت کے ساتھ قبر میں دفن ہو گیا ہے، چنانچہ با مر مجبوری دوبارہ قبر کھودنی پڑی، جوں ہی قبر سے اینٹ ہٹائی گئی خوف کے مارے ہماری چینیں نکل گئیں، کیونکہ جس جوان لڑکی کو ابھی ابھی ہم نے سترے کفن میں لپیٹ کر سلا لیا تھا وہ کفن چھاڑ کر اٹھی بیٹھی تھی اور وہ بھی کمان کی طرح ٹیڑھی۔

آہ!! اس کے سر کے بالوں سے ٹانکیں بندھی ہوئی تھیں اور کئی چھوٹے چھوٹے نامعلوم خوفناک جانور اس سے چمٹے ہوئے تھے، یہ دہشت ناک منظر دیکھ کر خوف کے مارے ہماری گھلگلی بندھ گئی اور ہینڈ بیگ نکالے بغیر جوں توں مٹی پھینک کر ہم بھاگ کھڑے ہوئے۔

گھر آ کر میں نے عزیزوں سے اس لڑکی کا جرم دریافت کیا تو بتایا کہ اس میں فی زمانہ معیوب سمجھا جانے والا کوئی جرم نہیں تھا، البتہ یہ بھی آج کل عام لڑکیوں کی طرح فیشن ایبل تھی اور پرده نہیں کرتی تھی، ابھی انتقال سے چند روز پہلے رشتہ داروں میں شادی تھی تو اس نے فیشن کے بال کٹوا کر بن سنوار کر عام عورتوں کی طرح شادی کی تقریب میں بے پرداہ شرکت کی تھی۔

اے میری بہنو! سدا پر دہ کرو
 تم گلی کوچوں میں مت پھرتی رہو
 سن لو قبر میں جب جاؤ گی
 سانپ بچھو دیکھ کر چلاو گی

کیا اس بد نصیب فیشن پرست لڑکی کی داستان و حشت نشان پڑھ کر ہماری وہ
 بہنیں درس عبرت حاصل نہیں کریں گی جو شیطان کے اکسانے پر اس طرح کے جیلے
 بہانے کرتی رہتی ہیں کہ میری تو مجبوری ہے، ہمارے گھر میں کوئی پر دہ نہیں کرتا،
 خاندان کے رواج کو بھی دیکھنا پڑتا ہے، ہمارا سارا خاندان پڑھا لکھا ہے، سادہ اور پر دہ
 دار لڑکی کے لیے ہمارے بیباں کوئی رشتہ بھی نہیں بھیجنتا وغیرہ وغیرہ۔

کیا خاندانی رسم و رواج اور نفس کی مجبوریاں آپ کو عذاب قبر و جہنم سے
 نجات دلادیں گی؟ کیا آپ بارگاہ خداوندی عزو جل میں اس طرح کی کھوکھلی مجبوریاں
 بیان کر کے چھکارا حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گی؟ اگر نہیں اور واقعی نہیں تو
 پھر آپ کو ہر حال میں بے پر دگی سے توبہ کرنی پڑے گی۔

یاد رکھیے لوح محفوظ پر جس کا جہاں جوڑا لکھا ہوتا ہے وہیں شادی ہوتی ہے،
 ورنہ آئے دن کئی پڑھی لکھی ماڈلن کنواری لڑکیاں پلک جھکتے میں موت کا شکار ہو کر رہ
 جاتی ہیں بلکہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دلہن اپنی رخصتی سے قبل ہی موت کے
 گھٹ اتر جاتی ہے اور اسے روشنیوں سے جگگاتے، خوشبوئیں مہکاتے جگہ عروسی میں
 پہنچانے کے بجائے کیڑے مکوڑوں سے لبریز نگ و تاریک قبر میں اتنا ردیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائیں۔ آمین

(مانو ز از عذاب قبر کے 300 دہشتناک واقعات)

مطالعہ کی میز

کھجور..... مولانا محمد طارق نعمان گٹنگی

حضرت یوسف علیہ السلام کا خوفِ خدا:

زیخارے حضرت یوسف علیہ السلام کے عشق میں مجبور ہو کر یوسف علیہ السلام کا دامن پکڑ لیا اور اپنی خوش کاظہار اس قدر شدت سے کیا کہ آپ لرزائٹھے۔ زیخارے کے پاس سنگ مرمر کا بست تھا جس کی وہ صبح و شام پوجا کیا کرتی تھی۔ اس کی آرتی اتارتی، دریائے نیل کی سطح پر تیرتے ہوئے اس کے چرنوں میں رکھتی اور عطر بھی چھڑ کتی مگر جو نبی اس نے حضرت یوسف کا دامن پکڑ اتوت کو ایک کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ مقصد یہ تھا کہ اس کا معبد بت اسے اس حالت میں نہ دیکھ سکے۔ وہ بت سے حضرت یوسف کے ساتھ دست درازی کو چھپانا چاہتی تھی۔ اس نازک صورت حال سے حضرت یوسف بہت رنجیدہ ہوئے، سر پکڑ کر رہ گئے۔ زیخارے بات میں آپ کے پاؤں چونمنے لگی اور کہنے لگی اتنے سنگدل نہ بنو، وقت اچھا ہے، اسے ضائع نہ کرو، میری دلی مراد پوری کرو۔

حضرت یوسف روپڑے اور فرمایا: اے ظالم! مجھ سے ایسی توقع نہ رکھ۔ تجھے اس بت سے تو شرم آتی ہے جسے تو نے کپڑے سے ڈھانپ رکھا ہے اور مجھے اپنے خدا سے شرم آتی ہے جو پردوں کے پیچھے بھی دیکھتا ہے۔

حضرت علیؑ کا فرمان! عمرؓ جنتیوں کے چراغ ہیں:

جب مدارک فتح ہوا تو مال غنیمت کا ڈھیر مسجد نبوی میں لگایا گیا تو حضرت عمرؓ نے سب سے پہلے ایک ایک ہزار درہم حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو دینے اور

پھر حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کو پانچ سو درہم دیئے تو حضرت عبد اللہؓ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی قیادت میں غزوات میں حصہ لیا جب کہ اس وقت حسینؑ بہت چھوٹے تھے لیکن آپ نے انہیں زیادہ رقم عطا فرمائی ہے۔ فاروق اعظمؓ کو یہ سن کر جلال آگیا اور فرمایا کہ عبد اللہؓ تم حسینؑ کے مقابلے میں اپنی بات پوچھتے ہو؟ تو جاؤ ان کے باپ (حضرت علیؑ) جیسا کوئی باپ لے آؤ۔ ان کی ماں (حضرت فاطمہؓ) جیسی کوئی ماں لے آؤ۔ ان کے نانا (تاجدار مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ) جیسا کوئی نانا لے آؤ۔ ان کی نانی (حضرت خدیجہؓ) جیسی کوئی نانی لے آؤ۔ ان کے چچا (حضرت جعفرؓ) جیسا کوئی چچا لے آؤ۔ ان کی پھوپھی (حضرت ام ہانیؓ) جیسی کوئی پھوپھی لے آؤ۔ ان کے ماموں (حضرت ابراہیمؓ) جیسا ماموں لے آؤ۔ خدا کی قسم! عمر پر تم ان جیسا ایک رشتہ بھی نہ لاسکو گے۔ جب یہ سارا واقعہ حضرت علیؑ تک پہنچا تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ عمر جنتیوں کا چراغ ہے۔ جب یہ بات سیدنا عمرؑ کی تو عمرؑ بے قرار ہو گئے اور حضرت علیؑ سے فرمایا کہ علیؑ میرے بھائی یہ بات مجھے لکھ کے دے دو۔ حضرت علیؑ نے لکھا کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ سے انہوں نے جراحتیں سے انہوں نے اللہ سے سنا کہ عمر جنت کے چراغ ہیں۔ حضرت عمرؑ نے وصیت فرمائی کہ میں مروں تو یہ تحریر میرے کفن میں رکھ دیتا اور ان کے وصال کے بعد اس وصیت پر عمل کیا گیا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ وہ حضرات ایک دوسرے کا بہت احترام بھی کرتے تھے اور خیال بھی رکھتے تھے۔ اور ایک دوسرے کے مناقب بھی بیان کرتے تھے۔

علماء کی توهین کرنے والے کا انجام:

مجاہد ختم نبوت جرات و بہادری کے عظیم سپوت اسلام کے عظیم سپاہی مولانا قاضی محمد عبد اللہ خالد مرحوم نے ایک عجیب واقعہ سنایا کہ دارالعلوم دیوبند میں

ایک مرتبہ رات کو عشاء کی نماز کے بعد سات آدمی بیٹھے اور کچھ عجیب و غریب گفتگو شروع کر دی، درمیان میں علماء کرام کا بھی ذکر آگیا ان میں ایک نے کہا کچھ علماء یوں بیان کرتے ہیں کچھ یوں کرتے ہیں وہاں دیوبند میں ایک مدرس تھے مولانا محبوب الہی واقعی وہ محبوب الہی تھے ان کے ہاتھ کی کچھ انگلیاں اندر کو تھیں اس نے ان کا مذاق کرتے ہوئے ہاتھ لہر اکراشہر کیا کہ کچھ یوں کرتے ہیں بس پھر اچانک اٹھے اور رات کو گھروں کو چلے گئے رات کو ساتوں آدمیوں کو رحمت کائنات ﷺ خواب میں آئے اور سخت غصے میں ہیں، اور فرمائے ہیں میرے محبوب الہی کی توہین کی جائے، میرے محبوب الہی کی توہین کی جائے۔ دوسری طرف بانی دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانو تویؒ دامن پھیلائے ہیں اور فرمائے ہیں ان کو معاف کر دیا جائے آپ ﷺ نے آخر میں چھ کو معاف کر دیا اور ساتویں کے بارے میں فرمایا اس کے لیے معافی کی کوئی گنجائش نہیں ہے صحیح کی نماز میں چھ آدمی آئے انہوں نے اپنے خواب بھی سنائے اور معافی بھی مانگی اور آنسو بر سات کی طرح برسائے، ساتوں جورات کو مسجد میں مزے لے لے کر باتیں کر رہا تھا معلوم ہو کہ موت نے اسے اپنا قمہ بنالیا ہے، جسم سونج گیا اسی حالت میں دفنا دیا گیا، علماء کی توہین کی توجان سے ہاتھ دھو گیا۔

مَوْمَنُ اور مَنَافِقُ كَا پَهْلَادِنْ قَبْرِ مِيْنَ:

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندہ جب اپنی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے، اور اس کے ساتھی (یعنی اس کے جنازہ کے ساتھ آنے والے) واپس چل دیتے ہیں اور (ابھی وہ اتنے قریب ہوتے ہیں کہ) ان کی جو تیوں کی آوازو وہ سن رہا ہوتا ہے، اتنے میں اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، وہ اس کو بھاتتے ہیں۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں: تم اس شخص محمد ﷺ کے بارے میں کیا کہتے

تھے؟ جو مومن ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (یہ جواب سن کر) اس سے کہا جاتا ہے کہ (ایمان نہ لانے کی وجہ سے) دوزخ میں تمہاری جو جگہ ہوتی اس کو دیکھ لو، اب اللہ تعالیٰ نے اس کے بدله میں تمہیں جنت میں جگہ دی ہے (دوزخ اور جنت کے دونوں مقام اس کے سامنے کر دیئے جاتے ہیں) چنانچہ وہ دونوں کو ایک ساتھ دیکھتا ہے۔ اور جو منافق اور کافر ہوتا ہے تو اسی طرح (مرنے کے بعد) اس سے بھی (رسول اللہ ﷺ کے بارے میں) پوچھا جاتا ہے کہ اس شخص کے بارے میں تم کیا کہتے تھے؟ وہ منافق اور کافر کہتا ہے کہ میں ان کے بارے میں خود تو کچھ جانتا نہیں، دوسرے لوگ جو کہا کرتے تھے وہی میں بھی کہتا تھا (اس کے اس جواب پر) اس کو کہا جاتا ہے کہ تو نہ تاخود جانا اور نہ ہی (جانے والوں کی) پیروی کی۔ (پھر سزا کے طور پر) لو ہے کے ہتھوڑوں سے اسے مارا جاتا ہے جس سے وہ اس طرح چیختا ہے کہ انسان و جنات کے علاوہ اس کے آس پاس کی ہر چیز اس کا چیننا سنتی ہے۔ (رواہ البخاری، باب ماجاء فی عذاب القبر)

رب کی رحمت رب کے غضب پر غالب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جب اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اپنے پاس موجود اپنی کتاب میں لکھ دیا: میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہو گی۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سن: اللہ نے رحمت کے سوا جزاء بنائے پھر ان میں سے ننانوے حصوں کو اپنے پاس رکھا اور زمین میں صرف ایک حصہ نازل کیا۔ پس اسی وجہ سے مخلوق ایک دوسرے کے ساتھ رحم کرتی ہے۔ یہاں تک کہ جانور اپنے بچے سے اپنے پاؤں کو ہٹا دیتا ہے، اسے تکلیف تکلیف پہنچنے کے خوف کی وجہ سے۔

حضرت ابو ہریرہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے لیے سور حمتیں ہیں، ان میں سے ایک (رحمت) جنات، انسانوں، چوپاؤں اور کیڑے کوڑوں کے لیے نازل کی۔ جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے پر شفقت کرتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں اور اسی وجہ سے وحشی جانور اپنے بچہ پر شفقت کرتا ہے اور اللہ نے ننانوے رحمتیں بچا کر رکھی ہیں جن سے قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحمت فرمائے گا۔

آغا شورش بھٹو کے قدموں میں گر پڑے:

1974ء کی تحریک ختم نبوت کی روح رواں مولانا تاج محمود اور آغا شورش کاشمیری ایک دن ذوالفقار علی بھٹو سے ملنے کے لیے گئے تو جب بھٹو مر جوم سے ملاقات ہوئی تو بھٹو صاحب نے آغا شورش کاشمیری سے پوچھا کہ آغا! کیا حال ہے؟ آغا صاحب نے جواب دیا ”جس دھرتی پر محمد کریم ﷺ کی نبوت محفوظ نہ ہو ہمارا اس ملک میں کیا حال ہونا ہے“ وہ اپنے جذبات کو قابو نہ رکھ سکے اور بھٹو مر جوم کے قدموں میں گر گئے اور کہا ہمیں آپ سے کوئی کام نہیں بجز اس کے کہ آپ آقا کے دشمنوں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دو۔ بھٹو خود کہتے ہیں کہ یہ سننے کے بعد میری جسم میں ایک کیفیت پیدا ہوئی اور تحریر تحری سی پیدا ہوئی اور میرے پاس اس کے علاوہ کوئی جواب نہیں تھا کہ میں مرزا یوں کو اقیمت قرار دوں۔

آؤ میرے ساتھ جنت چلو:

حضرت خواجہ خان محمد رحمہ اللہ کے انتقال پر ملال کے بعد گوجرانوالہ کے ایک شخص کو خواب میں ان کی زیارت ہوئی اور پوچھا حضرت جی سنائیے؟ تو حضرت خواجہ خان محمد فرماتے ہیں کہ جب میں قبر میں اتارا گیا تو محمد ﷺ تشریف لائے

اور فرمایا خواجہ خان محمد! تم نے ساری زندگی میری ختم نبوت کا کام کیا ہے آؤ میرے ساتھ جنت میں چلو۔ تو میں آج کل آقا کے پاس جنت میں ہوں۔۔۔

ابليس ز میں پر:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ جب ابليس ز میں پر اُتار اجائے لگا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے پر ورد گا! تو مجھے ز میں پر بھیج رہا ہے اور انہ در گاہ کر رہا ہے تو ز میں پر میرے لیے کوئی گھر بھی بنادیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! کہ تیر اگھر حمام ہے، اس نے عرض کیا میرے لیے کوئی بیٹھک (مجلس کی جگہ) بھی بنادیں، اللہ نے فرمایا! بازار تیری بیٹھک ہیں۔ عرض کیا میرے لیے کوئی کھانا بھی مقرر فرمادیں، فرمایا! تیر اکھنا ہر وہ چیز ہے جس پر میرا نام نہ لیا جائے۔ عرض کیا میرے لیے کوئی پینے کی چیز بھی مقرر فرمادیں، فرمایا! ہر نشہ آور چیز تیر امشروب ہے۔ عرض کیا مجھے اپنی طرف بلانے کا کوئی ذریعہ بھی عنایت فرمادیں، فرمایا! باجے تاشے تیرے منادی ہیں۔ عرض کیا میرے لیے قرآن کی طرح کوئی بار بار پڑھنے والی چیز بھی بنادیں، فرمایا! گندے شعر تیرے پڑھنے کی چیز ہیں۔ عرض کیا کچھ لکھنے کے لیے بھی دے دیں، فرمایا! جسم میں گودنا تیری لکھائی ہے۔ عرض کیا میرے لیے جال بھی بنادیں، فرمایا! عورتیں تیر اکلام ہے۔

(جامع الاحادیث ج 2 ص 58)

محصلی کی اطاعت:

ایک روز ابراہیم بن ادہم سمندر کے کنارے بیٹھے اپنگرتہ سی رہے تھے کسی

نے ان سے کہا: آپ نے خواہ مخواہ بادشاہی چھوڑ دی، تاج و تخت کو ترک کر دیا اور یہ محنت و مشقت برداشت کر لی۔ آپ نے فرمایا! وہ بادشاہی نہیں تھی و بال تھا، گردن کا پھنڈہ تھا جو میں نے اتار نیچے پھینکا ہے، بادشاہی اور حکمرانی تو وہ ہے جو اللہ پاک نے مجھے اب عطا کی ہے لو تم بھی دیکھو کہ مجھے کیسی حکمرانی رب نے عطا کی ہے یہ کہہ کر آپ نے اپنی سوئی پانی میں پھینک دی اور کہا میری سوئی لا دو! فوراً ایک مجھلی نے پانی سے سر باہر نکلا اس نے اپنے منہ میں وہ سوئی کپڑی ہوئی تھی جسے آپ نے پانی میں پھینکا تھا۔ پھر آپ نے اس شخص کو فرمایا پہلے میرا حکم صرف بنی آدم پر چلتا تھا لیکن اب سمندر کی مجھلیاں بھی میرا کہماں تی ہیں، پس جو بھی اللہ پاک کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے ”دنیا کی ہر مخلوق اس کی فرمانبرداری کرنے لگ جاتی ہے“

سخاوت کے بادشاہ:

حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ اور حضرت عبد اللہ بن جعفرؑ حج کے ارادے سے مکہ مکرہ کو رو انہ ہوئے۔ یہ تینوں اہل قافلہ سے آگے نکل گئے اور ان کا سامان سفر قافلہ میں پیچھے رہ گیا، راستہ میں انہیں بھوک لگی دیکھا کہ قریب ہی ایک چھوٹی سی بستی ہے، تینوں بستی میں آئے۔ ایک بڑھیا ملی۔ فرمایا ہمیں پیاس لگی ہے کچھ پینے کے لیے ہو تو لاو۔“

بڑھیا نے کہا: آپ تشریف رکھیں، میں ابھی دودھ لاتی ہوں۔“

اس بڑھیا کے پاس ایک بکری تھی اس نے اس کا دودھ نکلا اور پیش کر دیا، ان صاحبان نے دودھ پی لیا، پھر فرمایا، کچھ کھانے کو ہے؟
بڑھیا نے کہاں ہاں: اسی بکری کو ذبح کرلو۔“

انہوں نے بکری کو ذبح کیا، بڑھیا نے گوشت پکا کر انہیں کھلادیا۔ اس کے

بعد تینوں حضرات روانہ ہو گئے۔ بڑھیا کا خاود جب گھر آیا تو خفا ہوا کہ تو نے بکری ایسے لوگوں کو کھلادی جنمیں تو پہچانتی بھی نہیں کہ وہ کون ہیں۔

کچھ عرصہ بعد یہ دونوں محنت مزدوری کے لیے مدینہ منورہ کو گئے۔ ایک دن حضرت امام حسنؑ نے اس بڑھیا کو بازار میں دیکھا تو پہچان گئے کہ یہ وہی بڑھیا ہے جس نے ان کی میزبانی کی تھی۔ آپ اس کو بڑی شفقت کے ساتھ اپنے مکان پر لائے اسے کھانا کھلایا، پھر فرمایا: ہم وہی ہیں جن کو تو نے بکری کا دودھ پلایا اور پھر سے بکری کا گوشت کھلایا تھا، آج ہم تیرے اس احسان کا بدلہ دینا چاہتے ہیں۔ یہ فرمائے آپ نے اسے ایک ہزار اشرفیاں اور ایک ہزار بکریاں عنایت فرمائیں، پھر آپؑ نے بڑھیا کو حضرت امام حسینؑ کے پاس بھیجا امام حسینؑ نے بھی بڑھیا کو ایک ہزار اشرفیاں اور ایک ہزار بکریاں عنایت فرمائیں۔

پھر آپ نے اسے حضرت امام جعفرؑ کے پاس بھیجا انہوں نے فرمایا کہ اگر تو ان دونوں کے پاس جانے سے پہلے میرے پاس آجائی تو میں تمہیں اس قدر مال دیتا کہ وہ دونوں صاحبان نہ دے سکتے۔ یہ فرمائے آپ نے بڑھیا کو دو ہزار اشرفیاں اور دو ہزار بکریاں عنایت کیں۔ اس قدر داد دہش پا کر بڑھیا بے حد مسرور ہوئی جو اس کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ جن مسافروں کو اس نے ایک بکری کا گوشت کھلایا تھا وہ اس قدر عالی مقام اور سخاوت کے بادشاہ ہو گے۔

درخت چل پڑے:

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ایک اعرابی آپ کے پاس آیا، آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی اس اعرابی نے سوال کیا آپ کی نبوت پر کوئی گواہ بھی ہے؟ آپ نے ارشاد

فرمایا کہ ہاں یہ درخت جومیدان کے کنارے پر ہے میری نبوت کی گواہی دے گا، چنانچہ آپ نے اس درخت کو بلا یا اور وہ فوراً ہی زمین چیرتا ہوا اپنی جگہ سے چل کر بارگاہ اقدس میں حاضر ہو گیا اور اس نے با آوازِ بلند تین مرتبہ آپ کی نبوت کی گواہی دی پھر آپ نے اس کو اشارہ فرمایا تو وہ درخت زمین میں چلتا ہوا اپنی جگہ پر چلا گیا۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ سفر میں ایک منزل پر حضور اکرم ﷺ استنبغاء فرمانے کے لیے میدان میں تشریف لے گئے مگر کہیں کوئی آڑ کی جگہ نظر نہیں آئی، ہاں البتہ اس میدان میں دو درخت نظر آئے جو ایک دوسرے سے کافی دوری پر تھے آپ ﷺ نے ایک درخت کی شاخ پکڑ کر چلنے کا حکم دیا تو وہ درخت اس طرح آپ کے ساتھ چلنے لگا جس طرح مہار والا اونٹ مہار پکڑنے والے کے ساتھ چلنے لگتا ہے۔ پھر آپ نے دوسرے درخت کی ٹھنڈی قمام کر اس کو بھی چلنے کا اشارہ فرمایا وہ بھی چل پڑا اور دونوں درخت ایک دوسرے سے مل گئے اور آپ نے اس کی آڑ میں اپنی حاجت رفع فرمائی اس کے بعد آپ نے حکم دیا تو وہ دونوں درخت زمین چیرتے ہوئے چل پڑے اور اپنی اپنی جگہ پہنچ کر جا کھڑے ہوئے۔

(زر قانی ج 5 ص 128 تا 132)

دینی عزت پر فخر:

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ قبیلہ اوس اور خزر ج ایک دوسرے پر فخر کرنے لگے۔ اوس نے کہا کہ ہم میں سے وہ صحابی ہیں جن کو فرشتوں نے غسل دیا تھا وہ حضرت حنظله بن راہب ہیں اور ہم میں سے وہ صحابی بھی ہیں جن کی (موت کی) وجہ سے عرش بھی ہل گیا تھا اور وہ سعد بن معاذ ہیں اور ہم میں سے وہ صحابی بھی ہیں جن کی لاش کی حفاظت شہد کی مکھیوں کے ایک غول نے کی تھی اور وہ حضرت عاصم بن

ثابت بن ابی فلخ ہیں اور ہم میں سے وہ صحابی بھی ہیں جن کی اکیلے کی گواہی دوآدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دی گئی ہے اور وہ حضرت خریبہ بن ثابت ہیں اس پر قبیلہ خزرج نے کہا کہ ہم میں سے چار آدمی ایسے ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کے زمانہ میں مکمل قرآن حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی جوان کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہ ہو سکی اور وہ (چار حضرات) یہ ہیں: (1) حضرت زید بن ثابت^{رض} (2) حضرت ابی بن کعب (3) حضرت معاذ بن جبل^{رض} (4) حضرت ابو زید^{رض}

دھلاؤے کا علم اور اس کا انجام:

علم حاصل کرنے والوں کو یہ بھی جاننا چاہیے کہ جس طرح اس علم کی فضیلت ہے اسی طرح اس کی ناقدری کرنا اور اسے دھلاؤے کے طور پر پیش کرنا بھی باعثِ رحمت ہے کیوں کہ لاتعداد احادیث مبارکہ ہمیں نظر آتی ہیں جن میں واضح طور پر انجام موجود ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس علم کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کی جاتی ہے ایسے علم کو جس نے دنیا کا کچھ بھی سامان ملنے کے لیے حاصل کیا تو یہ شخص جنت کی خوبیوں نہ پائے گا (رواه احمد و ابو داود)

حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اس لیے علم حاصل کیا کہ عالموں سے مقابلہ کرے یا جاہلوں سے جھگڑا کرے یا لوگوں کو اپنی طرف جھکا دے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو دوزخ میں داخل کریں گے۔ علماء کرام سے ہم نے یہ سنا ہے کہ علم حاصل کرنا مشکل بھی ہے اور آسان بھی لیکن علم حاصل کر کے اسے ہضم کرنا انتہائی مشکل ہے سب سے اہم بات جو دیکھی جاتی ہے وہ یہ کہ لوگ اب علم حاصل کرنے میں دینی مسائل سیکھنے اور پوچھنے

میں شرم محسوس کرتے ہیں ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ حضرت مجاهدؓ نے فرمایا کہ لا یتعلّم العلم مستحب و لام تکبر۔۔۔ شر میلا آدمی اور متکبر شخص علم حاصل نہیں کر سکتا علم کے بغیر فتویٰ دینا اور علم چھپانا درست نہیں:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس سے علم کی کوئی بات پوچھی گئی جس کا اسے علم ہے پھر اس نے اس کو چھپایا (یعنی سائل کو نہ بتایا) تو قیامت کے روز اس کے منہ میں آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کو بغیر علم کے فتویٰ دیا گیا (اور اس نے اس پر عمل کر کے غلط کام کر لیا) تو اس کا گناہ اس پر ہو گا جس نے فتویٰ دیا اور جس نے کسی کام کے سلسلے میں اپنے بھائی کو ایسا مشورہ دے دیا جس کے متعلق وہ جانتا ہے کہ بہتری اس کے علاوہ دوسرے مشورہ میں ہے تو اس نے اپنے بھائی کی خیانت کی (رواه ابو داؤد)

اسم محمد ﷺ سے محبت:

اسم محمد ﷺ بیارا بھی ہے۔ علم کا بھارا بھی ہے۔ اس سے محبت کرنے اور عقیدت رکھنے والے کا بیڑا پار ہے۔ اور اس نام اقدس میں نفرت کرنے والا راندہ درگاہ ہے، خسرو پرویز نے میرے محبوب ﷺ کا مکتوب پھاڑا اسم محمد دولخت کیا خدا تعالیٰ نے اس کی سلطنت اور حکومت کے ٹکڑے کر دیے۔

بنی اسرائیل کے ایک بدکار اور سیاہ کار کا واقعہ تاریخ کے صفحات پر موجود ہے۔ جب اس کا انتقال ہوا تو لوگوں نے اسے بدکار اور گناہ کار ہونے کے ناطے بستی سے باہر اس کی لفتش کو گندگی میں پھینک دیا۔ حضرت موسیٰ کو اللہ پاک نے بذریعہ وحی حکم دیا کہ اُسے پاک صاف کر کے اعزاز و اکرام سے دفن کیا جائے۔ حضرت موسیٰ

بارگاہ خداوندی میں ملتی ہوئے کہ پروردگار عالم وہ توسیع کا رہا۔ مرنے والے کی زندگی گناہوں اور بد اعمالیوں میں گزری مرنے والا تیرانا فرمان تھا پھر اس کے ساتھ یہ رحم و کرم کا معاملہ کیسا؟ مولا کریم نے فرمایا موسیٰ! بے شک مرنے والا بد کار تھا اس کا نامہ اعمال نیکیوں سے خالی تھا۔ بے شک وہ بخشش کے لاائق نہ تھا۔ بے شک وہ میرے رحم و کرم کا مستحق نہ تھا، بے شک وہ اس اکرام کے قابل نہ تھا لیکن اس کے ایک عمل نے مجھے فیصلہ بدلنے پر مجبور کر دیا ہے۔ ایک روز اس نے تواریخ چوم لیا تھا۔ اس عمل کے باعث ہی اس کی بخشش و مغفرت کا اعلان کرتا ہوں۔

زبان کاٹ دی جائے:

ایک دفعہ ایک بادشاہ نے کمہار کے گدھوں کو ایک قطار میں چلتے دیکھا، کمہار کو بلا یا اور پوچھایا کہ سب طرح سیدھے چلتے ہیں۔ کمہار نے کہا کہ جو لاائن توڑتا ہے اس کو سزا دیتا ہوں۔ بادشاہ بولا میرے ملک میں امن و امان ٹھیک کر سکتے ہو؟ کمہار نے حامی بھر لی اور بادشاہ کے ساتھ چل پڑا۔ دارالحکومت پہنچتے ہی عدالت لگالی، چور کا مقدمہ آیا تو چور کو ہاتھ کاٹنے کی سزا دی، جلادنے وزیر اعظم کی طرف اشارہ کیا کیونکہ چور کو وزیر اعظم کی سرپرستی حاصل تھی، کمہار نے پھر حکم دیا کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے۔ وزیر اعظم سمجھا کہ شاید نجح کو پیغام کی صحیح سمجھ نہیں آئی وہ آگے بڑھا اور نجح (کمہار) کو کہا کہ یہ اپنا آدمی ہے۔ کمہار نے بطور نجح فیصلہ کا اعلان کیا چور کا ہاتھ کاٹا جائے اور وزیر اعظم کی زبان کاٹ دی جائے۔ فیصلے پر عمل درآمد ہو گیا آگ و خون کی لپیٹ میں آئے ہوئے ملک میں امن قائم ہو گیا

اس واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ جو ہمارے ملک میں امن نظر نہیں آتا اس کی

اصل وجہ یہی ہے کہ مجرم کو بڑے آدمی کی پشت پناہی حاصل ہوتی ہے تب مجرم اپنے جرم میں پکا ہوتا ہے اور ایک سے ایک بڑی واردات کرتا نظر آتا ہے، لاتعداد واقعات ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں کہ دن کے اجالے میں جرم کرتے ہوئے لوگ کپڑے گئے رات کے اندر ہیرے میں وہ دوبار دندناتے ہوئے پھر دکھائی دیے۔

دفاع مصطفیٰ کرنے والی بہادر صحابیہ:

انصاری صحابیہ ام عمارہؓ نے جنگ احمد میں مردوں کی طرح ثابت قدمی اور بے باکی کا مظاہرہ کیا سعد بن ربیع کی صاحبزادی ام سعد نے ام عمارہؓ سے ان کے کارناموں کے بارے میں دریافت کیا، انہوں نے تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ احمد کے دن صبح ہی سے مجاهدین کی خدمت کے لیے میدان میں پہنچ گئی تھی، ایک موقع ایسا بھی آیا کہ جب لوگ افراتفتری میں بھاگنے لگے اس وقت میں رسول اللہ ص کے قریب پہنچ کر آپ ﷺ کے دفاع میں تیر اور تلوار چانے لگی یہاں تک کہ دشمن کی تلوار کا ایک واریمیرے کندھے پر لگا جس سے کندھاز خی ہو گیا تھا، ام سعد کہتی ہیں کہ میں نے ان کے کندھے پر زخموں کے بہت سارے نشان دیکھے ام عمارہؓ کہتی ہیں کہ یہ وارابن قمیہؓ نے کیا تھا وہ مسلمانوں کی شکست دیکھ کر آپ ﷺ پر حملہ کرنے کے لیے قریب آیا اس وقت میں اور مصعب بن عمیرؓ اور چند دوسرے اصحاب نے اس کا جم کر مقابلہ کیا، میں نے بھی اس پر بہت واریکے لیکن وہ دودووزر ہیں پہننا ہوا تھا اس نیک دل اور بہادر صحابیہ کے بارے میں خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! دیکھ بائیں جس طرف میں نے دیکھا ام عمارہؓ کو میں نے اپنی مدافعت میں لڑتے ہوئے پایا اس دن کی جرات و ثابت قدمی کو دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج ام عمارہ کی ثابت قدمی فلاں فلاں سے بہتر رہی ہے۔ (طبقات ابن سعد 311)

علم و عمل کا چولی دامن

کچھ..... مولانا عبد السلام گڑنگی

آج کل ہمارے معاشرے میں یہ بیماری عام ہے کہ ہم دوسروں کو تو اچھی باتوں کا حکم کرتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں لیکن خود ان پر عمل نہیں کرتے۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر وہ شخص جو علم رکھتا ہے اس کے چاہیے کہ اس کے مطابق عمل بھی کرے۔

ایسا نہ ہو کہ کہہ کچھ اور کرے کچھ اس لیے کہ اگر عمل علم کے خلاف ہو گا تو اس کے ذریعے ہدایت نہیں ہو گی ایسے علم کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا ایسا علم جس پر عمل نہ ہو آپ ﷺ نے پناہ مانگی ہے آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔ اے اللہ میں ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے۔ ایک جگہ ارشاد فرمایا: سب سے بدترین شخص مرتبہ کے لحاظ سے اللہ پاک کے نزدیک وہ عالم ہے جس کے علم سے نفع نہ ہو۔

ایک حدیث میں ہے سب سے بدتر علماء بد ہیں اور سب سے بہتر لوگ علماء خیر ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ علم جس سے اللہ کی رضا چاہی جاتی ہے (یعنی دین اور کتاب سنت کا علم) اگر اس کو کوئی شخص دنیا کی دولت کمانے کے لیے حاصل کرے تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو سے بھی محروم رہے گا۔ ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن سب سے سخت عذاب اس عالم کو ہو گا جس کو اس کے علم نے نفع نہیں پہنچایا یعنی اس نے اپنی عملی زندگی کو علم کے تابع نہیں بنایا۔

حضرت ابوالدرداء فرماتے ہیں: میں اس خوف سے لرز رہا ہوں کے قیامت کے دن حساب دینے کے لیے کھڑا کیا جاؤں اور پوچھا جائے تو نے علم حاصل کیا تھا مگر اس سے کیا کام لیا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں با تین بنا اس سب جانتے ہیں لیکن اچھا وہی ہے جس کا قول و فعل یکساں ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: اے اہل علم اپنے علم پر عمل کرو۔ کیونکہ عالم وہی ہے جو علم حاصل کر کے عمل کرتا ہے اور جس کے علم و عمل میں اختلاف نہیں ہوتا، عنقریب ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو علم تور کھیں گے مگر علم ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، ان کا باطن ان کے ظاہر سے مختلف ہو گا، ان کا عمل ان کے علم کے خلاف ہو گا مجلسیں جما کر بیٹھیں گے، آپس میں فخر و مباحثت کریں گے اور لوگوں سے اس لیے ناراض ہو جایا کریں گے کہ ان کی مجلسیں چھوڑ کر دوسرے کی مجلس میں کیوں جا بیٹھے؟ ایسے لوگوں کے عمل خدا تک نہیں پہنچیں گے۔

حضرت حسن بصریؓ فرمایا کرتے تھے لوگوں کو ان کے اعمال سے پرکھونہ کہ اقوال سے، خدا نے ایسا قول نہیں چھوڑا جس کی تصدیق یا تکذیب کے لیے کوئی نہ کوئی عمل نہ ہو، کسی کی میٹھی میٹھی باتوں سے دھوکا نہ کھاؤ، بلکہ یہ دیکھو کہ اس کا فعل کیسا ہے۔ انہی کا قول ہے کہ علم کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جو قلب میں ہے وہ علم نافع ہے اور ایک وہ علم جو صرف زبان پر ہے، یہ اس پر جھٹ ہے۔ حضرت سفیان ثوریؓ فرماتے ہیں: علم کو پکارتا ہے اگر جواب نہیں پاتا تو رخصت جاتا ہے۔

حضرت مالک بن دینارؓ کا قول ہے بے عمل عالم کی نصیحت کا اثر دل پر ایسا ہوتا ہے جیسے بارش کا سنگلاخ چڑان پر۔

منصور بن معتمر اپنے زمانے کے علماء سے فرمایا کرتے تھے: تم کو علم سے لذت اس لیے حاصل نہیں ہوتی کہ تم علم کی باتیں سننے سنانے اور فقط زبانی جمع خرچ سے کام لیتے ہو، اگر تم اپنے علم پر پوری طرح عمل کرتے تو مزہ اور لذت کبھی نہ پاتے، کیونکہ علم تو اول سے آخر تک دنیا سے نفرت کرنے کی رغبت دلاتا ہے پھر اس میں لذت کہاں ہو سکتی ہے۔

حضرت ابراہیم ادہمؒ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میرا گزر ایک پتھر پر ہوا جس پر لکھا ہوا تھا کہ ایک مرتبہ مجھ کو پلٹ کر دیکھو عبرت حاصل کرو گے، میں نے اس کو پٹھا تو اس پر لکھا ہوا تھا تم نے معلوم شدہ باتوں پر عمل نہیں کیا، پھر نئی معلومات حاصل کرنے کی کس لیے فکر ہے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ فرمایا کرتے تھے: ہم نے پہلے لوگوں کی یہ حالت دیکھی تھی کہ جس قدر جس کسی کا علم پڑھتا تھا، اس قدر دنیا سے بے رغبتی اور مال و متع میں کمی ہوتی جاتی تھی اور آج کل لوگوں کی یہ حالت ہے کہ جتنی علم میں ترقی ہوتی ہے اس سے زیادہ دنیا میں رغبت اور اہل دنیا کے ساتھ تعلق زیادہ ہوتا ہے۔

فرمایا کرتے تھے کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ دنیا اور لذت دنیا کی طرف مائل ہوتے ہوئے عالم کو اپنے علم پر اطمینان کیوں کر رہ سکتا ہے، کیونکہ علم تو ان باتوں سے منع کرتا ہے اگر وہ اپنے علم کو سچا سمجھتا تو اس کے خلاف کیوں کرتا، معلوم ہوتا ہے وہ اپنے علم کو غلط سمجھتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جب تک خود عمل نہ کیا جائے، اس وقت تک دوسروں سے عمل کی امید لگانا مشکل ہے کیونکہ علم و عمل کا آپس میں لازم ملزوم کا تعلق ہے یہ اسی وقت فائدہ مند ہو سکتا ہے جب اس پر عمل بھی کیا جائے۔

[بنات الہست کے مستقل ممبر بنئے دوستوں کے نام بنات الہست سمبکر پشن کیجیے]

ممبر شپ کا طریقہ

نام: ولادت:

رابطہ نمبر: ای میل:

بینک ڈرافٹ یا منی آرڈر نمبر (لازمی):

بینک کا نام: رقم جمع کرانے کی تاریخ:

مکمل ایڈریس: [≡]

مکان / فلیٹ / دکان / دفتر نمبر، ڈاکخانہ، تحصیل، ضلع اور صوبہ واضح لکھیں:

نوٹ:

فارم کسی بھی سادہ کاغذ پر فل آپ کر کے سر کو لیشن مینیجر بنات الہست کے نام درج ذیل پتے پر ارسال کریں۔ یا بینک ڈرافٹ نمبر اور مکمل پتہ فون پر لکھوادیں۔

پختہ:

دفتر رسائل و جرائد (بنات الہست) مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا۔

نوٹ: رقم کی ادائیگی بذریعہ منی آرڈر درج بالا پتہ پر کر کریں۔

بذریعہ بینک ڈرافٹ: میزان بینک سرگودھا بنام محمد الیاس 14010100725862

نوٹ: اپنا مکمل نام و پتہ، بینک ڈرافٹ نمبر لازمی ہمیں ارسال کریں اور بذریعہ فون یا S.M.S یا ای میل [✉] ہمیں اس کی اطلاع دیں۔

مضامین سمجھنے اور شکایات کے لیے: mag@ahnafmedia.com

فون: 03326311808

ماہنامہ بنات الہسنست ملنے کے پتے

فون نمبرز	علاقہ	ایجنسی ہولڈرز
03342028787	کراچی	دارالايمان
03003564987	احمد پور سیال	مولانا محمد ارشد ندیم
03136969193	اوکاڑہ	مولانا محمد دلاور
03008091899	صور	مولانا عبد اللہ قمر
03212374824	حافظ آباد	مولانا عبد اللہ شہزاد
03319143483	ٹانک	محمد نیس
03153759031	فیصل آباد، لاہور	مولانا خالد زبیر
03335912502	چکوال	مولانا خالد زبیر
03363725900	واں بھگرال	ضیاء الرحمن
03356351893	ڈیرہ غازی خان	مولانا محمد صدیق
0331-6704041	ڈیرہ غازی خان	محمد کلیم اللہ
03023501755	مانسہرہ	قاضی اسرائیل گڈنگی
03219192406	پشاور	طارق حسین
03067800751	سرگودھا	مولانا مان اللہ حنفی
03336228425	کبیر والا	مولانا محمد اختر
03343682508	ڈیرہ اسماعیل خان	ذوالقرنین

نوٹ: ایجنسی کو کروانے کے لیے رابطہ کریں: 03326311808